﴿وَاِذَا جَاءَ هُمْ أمرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهٖ﴾ (القرآن)

(اور جب ان (منافقین) کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔)

«كفى بالمرء كذباً أن يحدّث بكل ما سمع» (الحديث)

(آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے صرف اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔)

آپ "واٹس ایپ" استعمال کریں مگر!!!

یہ رسالہ آپ کے لیے "سوشل میڈیا" کے صحیح استعمال کے سلسلے میں کامل راہ نما ثابت ہوگا - ان شاء اللہ تعالیٰ

مؤلف

مفتی محمد مرشد قاسمی

استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم / بنگلور



مکتبہ حجاز دیوبند



آپ "واٹس ایپ" استعمال کریں مگر!!!

یہ رسالہ آپ کے لیے "سوشل میڈیا" کے صحیح استعمال کے سلسلے
میں کامل راہ نما ثابت ہوگا - ان شاء اللہ تعالیٰ

مؤلف

مفتی محمد مرشد قاسمی

استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور

مکتبہ حجاز دیوبند

نام کتاب : آپ "واٹس ایپ" استعمال کریں مگر!!!

مؤلف : مفتی محمد مرشد قاسمی استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم ، بنگلور

صفحات : ۵۴

تاریخ طباعت : صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق نومبر ۲۰۱۷ء

باہتمام : قاسم احمد پالن پوری 9997658227

ناشر : **مکتبہ حجاز دیوبند**

موبائل نمبر : 8884293495 / 8884298493

ای۔میل : maaqasmi87@gmail.com

فہرست مضامین

عناوین **صفحہ**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس مختصر علمی و اصلاحی کاوش کو درج ذیل ہستیوں کے نام کرتا ہوں:

(۱) والدۂ محترمہ (اللہ تعالیٰ انہیں عافیت کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں) کے نام، جن کی تربیت اور دعاؤں نے ہی زندگی کی گرہیں کھولیں، جس کے ثمرات و برکات قدم قدم پر دیکھنے کو مل رہے ہیں۔

(۲) محدث کبیر فقیہ النفس شارح حجۃ اللہ البالغہ حضرت اقدس مولانا، مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری (شیخ الحدیث وصدر المدرسین ام المدارس دار العلوم دیوبند) کے نام، جن کی پیہم توجہ و رہنمائی ہر وقت اس نااہل کے لیے مشعل راہ بنی ہوئی ہے، اور جنہوں نے اس ناچیز کی زندگی کے راستے کے کانٹوں کو اپنے ہاتھوں سے ہٹا کر پھول بچھایا اور الحمد للہ تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

(۳) عالم ربانی عارف باللہ، پیکر حق گوئی و بے باکی، حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی (بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور) کے نام، جن کو ہر آن مصروف اور لمحے لمحے کی قدر کرتا ہوا دیکھ کر یہ سبق ملا کہ ہمیں بھی اپنی زندگی کے لمحات کی قدر کرنی چاہیے، اسی کے نتیجے میں یہ چند صفحات سیاہ کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

(۴) تمام اساتذہ کرام کے نام بالخصوص ابتدائی اساتذہ میں استاذ محترم حضرت مولانا محمد بدرالدین صاحب (استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم امدادیہ ممبئی) کے نام، جن کی طلبہ کی صلاحیت وصالحیت کے حوالے سے کڑھن اور ہمدردی وغم خواری دیکھ کر بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

(۵) جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور کے نام، جس کے لکھنے پڑھنے کے عمومی اور سنہرے ماحول میں اس ناتواں کو بھی قلم پکڑنے کی توفیق عطا ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریظ

محدث کبیر فقیہ النفس

حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد!

واٹس ایپ اور انٹرنیٹ وغیرہ دور حاضر کی ایجادات ہیں اور اپنی بنیادی وضع میں یہ چیزیں مفید ہیں؛ لیکن دور حاضر کی فحاشی وعریانیت اور لایعنی ولغویات بھرے ماحول کی وجہ سے ان چیزوں کا صحیح استعمال کم ہے اور غلط وفضول استعمال زیادہ۔ اور زمانہ کی ترقی اور اسباب وسائل کی فراوانی نے ان چیزوں کا حصول آسان سے آسان تر اور نہایت سستا بنادیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام وخواص کا ایک بڑا طبقہ ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کے استعمال میں اس درجہ مست ہوگیا کہ اب عام طور پر لوگوں کو صحیح وغلط، جائز وناجائز اور ضرورت اور فضول ولایعنی کی کوئی تمیز واحساس نہیں رہ گیا یا خوف خدا اور فکر آخرت کے فقدان یا ان کی کمی نے احساس زیاں سے محروم کردیا ہے۔ اور اس وبا سے اسکول وکالجز اور مدارس اسلامیہ کے طلبہ واساتذہ بھی محفوظ نہیں رہ سکے، جس کا اثر طلبہ کی تعلیم وتربیت پر پڑا؛ اس لیے اس بات کی سخت

ضرورت تھی کہ انٹرنیٹ اور واٹس ایپ وغیرہ کے غلط استعمالات کی نشان دہی اور ان کی قباحت سے لوگوں کو واقف کیا جائے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں لوگوں کو ان چیزوں کے غلط و بیجا استعمال سے منع کیا جائے؛ تاکہ امت مسلمہ اپنے مقصد اصلی سے ہٹنے نہ پائے اور جو لوگ انٹرنیٹ اور واٹس ایپ وغیرہ کے ذریعے غلط راستوں پر جارہے ہیں، ان کو صحیح راستہ کی رہنمائی کی جائے۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائیں عزیزم مفتی محمد مرشد قاسمی سلمہ استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور کو، عزیز موصوف نے اس سلسلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں موصوف نے واٹس اپ اور انٹرنیٹ وغیرہ کے غلط و بیجا استعمال سے متعلق ناصحانہ انداز میں تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ان چیزوں کے غلط اور بیجا استعمال سے بچا جائے ورنہ یہ چیزیں مفید ہونے کے بجائے مضر ونقصان دہ ہوں گی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ موصوف کی کاوش کو حسن قبول عطا فرمائیں اور اسے امت کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنائیں، **آمین یا رب العالمین، وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد و آله و أصحابه أجمعين۔**

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دار العلوم دیوبند
۱۹؍شعبان ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریظ

عالم ربانی عارف باللہ، پیکر حق گوئی وبے باکی

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور)

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ،

اما بعد :

زمانہ حاضر کی ظاہری ترقیوں اور مادی فلاح مندیوں نے اپنا سکہ عوام وخواص سبھی پر ایسا جمالیا ہے کہ وہ ان کے سامنے اپنی عقل کے استعمال کی صلاحیت بھی کھو چکے ہیں، گویا کہ ان کی عقل ان رنگا رنگ ترقیوں کو دیکھ کر ایسی مدہوش ہوگئی ہے کہ کسی کام کی نہ رہی، چناں چہ بے شمار زہریلے وخطرناک اثرات سے یہ ترقیاں اور ان کے نتیجے میں ظاہر ہونے والی ایجادات انسانی نفوس وعقول کو مسموم کرتی جارہی ہیں۔ایمان ویقین اور عبادات وطاعات کو کمزور کرتی جارہی ہیں اور ہمہ قسم کے معاصی وگناہوں میں مبتلا کرتی جارہی ہیں، مگر بایں ہمہ بڑے بڑے عقل کے مدعیوں کو دیکھو کہ وہ ان سب کو فراموش کر کے صرف ظاہری شکل وصورت اور رنگ وروغن سے مرعوب ومتاثر نظر آتے ہیں۔

اسی قسم کی ایک میڈیائی ترقی ''واٹس ایپ'' کی صورت میں آج کل ہلچل مچائی ہوئی ہے، اس میں شک نہیں کہ اس کو کار آمد ومفید کاموں کے لیے بھی بہتر سے بہتر

انداز پر استعمال کیا جا سکتا ہے،،مگرافسوس کہ آج اس کو بھی مختلف قسم کے فالتو وفضول ،بل کہ مضر ومسموم کاموں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔زیرِنظر مضمون اسی سوچ وفکر کو لوگوں میں بیدار کرنے کے لیے معرض تحریر میں لایا گیا ہے۔مولانا مفتی مرشد قاسمی صاحب(استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور) نے یہ مضمون ماہنامہ ''تکبیر مسلسل'' کے لیے لکھا تھا،جس کو مختلف حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور بعض رسائل نے اس کو شائع بھی کیا پھر مولانا موصوف نے اس کو مزید اضافوں کے ساتھ مرتب کر کے رسالے کی صورت دیدی ہے۔

بندے نے اس کو دیکھا اور مفید معلوم ہوا،دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کو مفید بنائے اور قبولیت سے نوازے۔آمین

شعیب اللہ خان مفتاحی

۱۴۳۸/۸/۲۱ھ ۲۰۱۷/۵/۱۸ء

التقريظ

منبع علم وعرفاں، رہبر شریعت، شیخ طریقت

حضرت اقدس مولانا محمد عبد القوی صاحب مدظلہ العالی

(مہتمم جامعہ اشرف العلوم، حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبه نستعين

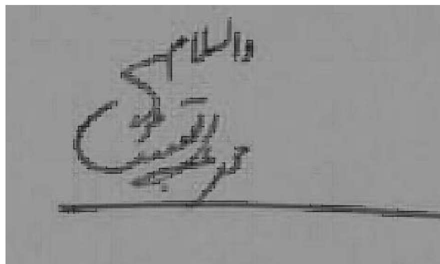
انفارمیشن ٹکنالوجی نے اس قریب زمانے میں جو تیز رفتار ترقی کی ہے اس کی مثال ماضی میں شاید ہی کہیں ملے گی، فون یقیناً ایک کارآمد آلہ ہے اور مفید ذریعۂ رابطہ ہے مگر اس کے ساتھ جڑی بہت سی سہولتیں ایسی ہیں جنہوں نے دور حاضر میں ہر عامی و عالم کے مشاغل بدل دیئے ہیں: تعلیمات، انتظامیات، سیاسیات، سماجیات، اور اقتصادیات تمام شعبہ ہائے حیات کو موبائل فون سے جڑی سہولتوں کے بے جا استعمال نے بے حد نقصان پہنچایا ہے، صحیح یہ ہے کہ فون میں موجود سہولتیں بعض پہلوؤں سے نافع بھی ہیں مگر وہ ﴿**اثمهما اكبر من نفعهما**﴾ کا مصداق ثابت ہو رہی ہیں۔

خصوصاً ''واٹس ایپ'' نے متاع وقت کی جو مٹی پلید کی ہے وہ بیان سے باہر ہے، بیان کی ضرورت بھی نہیں کہ عیاں را چہ بیاں؟؛ بالخصوص اہل علم وخدام دین کا نہایت پیارا اور پسندیدہ مشغلہ بنا ہوا ہے، ان کا وقت کتنا قیمتی ہے اور ان پر ملک وملت کے تحفظ کی کیسی عظیم ذمہ داری عائد ہے اس کے احساس سے بے خبر ہو کر صبح شام ''واٹس ایپ'' میں لگے ہوئے ہیں۔ __**إلا ماشاء الله**__ اس قدر بے کار ومنی بر خرافات مواد

کے تسلیم وارسال میں ہمارے علما وائمہ مشغول ہیں کہ کبھی خیال ہوتا ہے کہ کہیں ''واٹس ایپ'' سحر وجادو تو نہیں کہ رابطہ ہوتے ہی عقلیں ماؤف ہوجاتی ہیں اورآدمی شرابی کی طرح اطراف واکناف سے بے خبر عقل وخرد سے آزاد ہوکر اس میں لگ جاتا ہے، رات کے ایک ایک دودو بجے بھی یہ کام ہوتا رہتا ہے۔

افسوس! جن لوگوں کی راتیں کبھی ذکر وتلاوت، دعاوعبادت، یا پھر علم وتحقیق کا بہترین موقع سمجھی جاتی تھیں آج وہ انٹرنیٹ کے ذریعے ،فیس بک ،واٹس ایپ،ٹوئٹر اورخدا جانے کیا کیا میں بیت رہی ہیں،جس کی وجہ سے دل پراگندہ،خیالات منتشر، اوراخلاق ابتر ہوتے چلے جارہے ہیں،حتیٰ کہ اہل حقوق کے حقوق ضائع اوراہل وعیال عنایت ومحبت سے محروم ہوگئے ہیں؛صورت حال یہ ہے کہ خواہ کچھ بھی نقصان ہوجائے اس پیارے مشغلے سے باز نہیں آنا ہے،بعض نوجوان علما کی ان چیزوں سے والہانہ تعلق کی صورت حال دیکھ کر تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

عزیزم مفتی محمد مرشد قاسمی سلمہٗ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اوراس کے نفع وضرر سے متعلق مفید ومؤثر مواد جمع کیا ہے ،مرشد کو ارشاد کا کام کرنا ہی چاہیے،میں نے اس رسالے کو جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے، پہلے مختصراً بھی ان کا مضمون پڑھ چکا تھا، مجھے اس سرسری مطالعے سے یہ رسالہ نافع محسوس ہوا؛ اُن کی خواہش پر یہ چند سطور تائید وحمایت میں لکھ کر حق تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ ان کی اس مخلصانہ سعی کو شرفِ قبول عطا فرمائے اوراس رسالے کی اشاعت کو اصلاحِ امت کا سبب بنائے۔آمین



۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریظ

صاحبِ علم وحلم، ، پیکرِ خلوص وتواضع ، محسن ومربی

حضرت اقدس مولانا ومفتی عبداللہ صاحب معروفی دامت فیوضہم

(استاذ شعبۂ تخصص فی الحدیث، دار العلوم دیوبند)

انٹرنیٹ واٹس ایپ فیس بک وغیرہ دورِ حاضر کی ایجادات ہیں اور یہ چیزیں فی نفسہ مفید وکارآمد ہیں، جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقلِ سلیم اور فہمِ کامل عطا فرمایا ہے وہ حضرات ان چیزوں کے مثبت استعمال کے ذریعے بہت سے دینی وعلمی کام انجام دے لیتے ہیں؛ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسے لوگ بہت کم ہیں، امت کے ایک بڑے طبقے کو_ خواہ وہ عوام الناس کا طبقہ ہو یا خواص کا_ دیکھا جا رہا ہے، کہ وہ ان چیزوں کے مثبت استعمال کو چھوڑ کر بالکل دیوانے کی طرح اس کے غلط اور بے جا استعمال میں مدہوش ہیں اور اس حد تک کہ انہی اس کا بالکل احساس نہیں ہے کہ یہ چیزیں ہمیں تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں اور ہمارے قیمتی وقت کو غیر محسوس طریقے سے ہم سے چھین رہی ہیں اور ساتھ ہی گناہوں کا بوجھ ہمارے سر پر لاد رہی ہیں۔ اور آئے دن اس بات کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ لوگوں کی ان چیزوں کی خرافات میں دل چسپی بڑھ رہی ہے اور اس کے مضرات سے ان کی آنکھوں پر غفلت کا دبیز پردہ

پڑتا جارہا ہے۔لہٰذا اس بات کی شدید ضرورت تھی، کہ امت کو ان جدید چیزوں کے صرف صحیح ودرست استعمال کی طرف توجہ دلائی جائے اوراس کے فضول اور بے کار استعمال سے متنبہ کیا جائے؛ تا کہ امت ان چیزوں کے مضرات سے بچ سکے،اسی فکر کو لیکر عزیزم مولانا مفتی محمد مرشد سلمہٗ نے ایک رسالہ مرتب کیا ہے،جس کے مضمون سے موصوف نے مجھے آگاہ کیا ،میں اسے امت کے حق میں مفید سمجھتا ہوں اوراللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ عزیز موصوف کے اس چھوٹے سے رسالے کوقبولیت عامہ وتامہ نصیب فرمائے اورآخرت میں موصوف کی نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین

فقط

عبداللہ معروفی

۸؍رمضان المبارک؍۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احوالِ واقعی

آج سے تقریباً دو سال پہلے ناچیز نے ''آپ واٹس ایپ استعمال کریں مگر'' کے عنوان سے جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور کی ماہنامہ رسالہ: ''تکبیر مسلسل'' کے شمارہ نمبر۴، جلد نمبر۳ (بابت: محرم ۱۴۳۷ھ، مطابق اکتوبر ۲۰۱۵ء)، میں ایک مضمون لکھا تھا، جس میں اس کے منفی استعمال کے حوالے سے کچھ گزارشات پیش کی تھیں، یہ رسالہ حیدرآباد کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالقوی صاحب ناظم مدرسہ اشرف العلوم حیدرآباد کے پاس پہنچا، حضرت موصوف نے بھی اپنے ماہنامہ رسالہ: ''اشرف الجرائد'' میں شائع فرمایا۔ اللہ تعالی حضرت موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ اور ناچیز کو اس کا علم اس طرح ہوا کہ ماہنامہ ''اشرف الجرائد'' کے ایک قاری: حافظ محمد انوار خلیل صاحب (بن حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب دامت برکاتہم نائب ناظم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی) کا ایک خط احقر کے نام آیا، جس میں موصوف نے اشرف الجرائد میں شائع شدہ احقر کے مضمون کا تذکرہ کیا اور مضمون کی افادیت کے پیش نظر نے موصوف نے باقاعدہ کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کا مشورہ دیا، احقر نے موصوف کے مشورے پر غور کیا تو مناسب مشورہ معلوم ہوا اور بعض دوستوں سے ذکر کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ ضرور اسے کتابچہ کی شکل دیں اور اب پہلے سے کہیں زیادہ واٹس اپ کے غلط استعمالات پر لوگوں کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے؛ اس لیے احقر نے

مضمون پر نظر ثانی کی اور اب سابقہ مضمون حک وفک اور کچھ اضافات کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ناچیز کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائیں اور امت مسلمہ کے لیے مفید تر بنائیں، آمین یارب العالمین۔

اخیر میں میں حدیث شریف **''من لم یشکر الناس لم یشکر الله''** کے بموجب اپنے ان تمام بزرگوں اور محسنوں کا بے پناہ شکر ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی ارشادات وآراء سے نواز کر اس بے مایہ وبے سرمایہ کی حوصلہ افزائی فرمائی، اور ذرہ نوازی کی ساتھ ہی ان تمام لوگوں کا بھی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اس رسالے کے وجود میں آنے میں کس بھی طرح کا ادنیٰ تعاون بھی کیا خاص طور پر عزیزم مولوی نثار احمد متعلم جامعہ ہذا کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو ہر طرح سے خوب نوازے کہ رسالے کے آغاز سے پریس میں جانے تک موصوف پوری بشاشت سے مکمل ساتھ دیتے رہے۔

محمد مرشد قاسمی عفا اللہ عنہ
خادم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور
۱۳/۷/۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱/۴/۲۰۱۷ء سہ شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب

دور حاضر میں انٹرنیٹ، واٹس ایپ اور فیس بک وغیرہ جیسی عام استعمال کی جدید چیزوں سے تقریباً آج کا ہر شخص واقف ہے، کیا عورت کیا مرد، کیا بوڑھا کیا جوان، کیا شہری کیا دیہاتی، کیا پڑھا لکھا کیا جاہل؟ ہر ایک اپنی دلچسپی کے بقدر اس سے لطف اندوز ہو رہا ہے، اپنی محنت کی کمائی اور زندگی کے قیمتی لمحات کو بڑی فراوانی کے ساتھ اس بھٹی میں جھونک رہا ہے، اپنی جائز ضرورتوں سے آگے بڑھ کر بہت سی بے ضرورت اور گناہ کی چیزوں میں بھی اسے استعمال کر رہا ہے، روپے پیسے اور قیمتی وقت کی قربانی دے کر گناہ کے بوجھ خرید خرید کر اکٹھا کر رہا ہے؛ لیکن حیرت وافسوس ہے اس انسان پر کہ اسے کوئی لمحہ ایسا میسر نہیں آرہا ہے کہ جس میں تھوڑی دیر کے لیے غور کرے، ذرا سنجیدگی سے سوچے کہ ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا کیا طریقہ ہے اور کس حد تک اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے؟ اس سلسلے میں ہونے والی بے احتیاطیاں اور لاپرواہیاں دیکھ کر یہ ناچیز جس قدر متأثر اور پریشان ہوا، اس قدر شاید اور کسی چیز سے اب تک نہیں ہو؟ اوجہ یہ تھی کہ اس میں امت کا ہر طبقہ، عوام ہو کہ خواص، پڑھا لکھا ہو کہ جاہل سب ہی بری طرح بے احتیاطی کا شکار ہے اور دل چھلنی ہو کر تو اِس وقت رہ جاتا ہے؛ جب بالخصوص اپنی علما وطلبہ برادری کے لوگوں کو اس میں بہت شوق ودل چسپی کے ساتھ اپنے مقصد سے غافل ہو کر اپنے قیمتی اوقات کی بھینٹ چڑھا کر خوش ہوتے ہوئے دیکھتا ہے، جب اس سلسلے میں بہت عموم دیکھنے کو ملا، دوسری جانب اس کی بے احتیاطیاں اور مفاسد اجاگر کر کے اس سے محتاط ومتنبہ رہنے کے سلسلے میں کوئی قابل ذکر تحریر پڑھنے یا

بیان سننے کونہیں ملا، تو ہر طرح کی بے مائیگی و بے بضاعتی کے باوجود خود ہی قلم اٹھالیا اوردل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جہاں تک ہوسکے امت کو اپنی بساط کے بہ قدر (اورانسان اتنے کا ہی مکلّف ہے) اس کے مثبت استعمال کی طرف توجہ دلائی جائے اور نتیجہ استعمال سے انہیں روکنے کی کوشش کی جائے، جس کا طریقہ یہ اپنایا گیا کہ ''واٹس ایپ، انٹرنیٹ'' وغیرہ کے جو بڑے بڑے مفاسد اوراس کے ذریعے رونما ہونے والی بڑی بڑی خرابیاں ہیں ان میں سے کچھ مفاسد وخرابیاں امت کے سامنے پیش کردی جائیں؛ تاکہ لوگوں کو کچھ تنبہ ہوجائے اوراس سلسلے کی بے احتیاطیوں سے بچا جاسکے؛ لہٰذا اسی غرض سے چند اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے، جس کے سلسلے میں بہت ہی زیادہ غفلت ہے، ان میں سے ایک وقت ہے۔

ضیاع وقت

وقت انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، یہ اتنا قیمتی اورانمول ہیرا ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی، بڑی سے بڑی رقم صرف کرکے بھی اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا، سونے، چاندی، ہیرے جواہرات روپے پیسے سب ضائع ہونے اور ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ حاصل ہوسکتے ہیں؛ بل کہ پہلے سے زیادہ مقدار میں حاصل ہوسکتے ہیں، لیکن وقت وہ سرمایہ ہے جو ضائع ہونے کے بعد پورا تو کیا ادنیٰ بھی دوبارہ حاصل نہیں ہوسکتا، یہ وہ سرمایہ ہے کہ اگر اس کی مکمل حفاظت نہیں کی گئی، ذرا بھی سستی برتی گئی تو یہ بالکل برف کی طرح پگھل کر ضائع ہوجائے گا، اوراس سرمائے سے نفع اٹھانا تو درکنار خود سرمایہ بھی ضائع ہوجائے گا، جس سے سرمایہ دار کا نقصان بدیہی ہے۔

آج تک دنیا میں جن لوگوں نے بھی ترقی کی اور جس لائن سے بھی ترقی کی ان کی ترقی کا راز اسی سرمایہ کی حفاظت اوراس کا صحیح استعمال اور واقعی قدردانی ہے، سلف

صالحین اور اکابرین امت میں حفاظت وقت کے سلسلے میں ایسی مثالیں موجود ہیں جنہیں پڑھ کر، سن کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک مشین تھے جو ہر وقت کام میں لگے ہوتے تھے؛ ان کی قیمتی زندگی کا کوئی لمحہ فضول چیزوں میں صرف نہیں ہوتا تھا، وہ اس سرمایے کو نہایت سوچ سمجھ کر خرچ کرتے تھے اور نفع حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے اپنی اسی، ساٹھ ستر سالہ زندگی میں وہ کارنامے انجام دیے کہ آج عقلیں حیران ہیں، اس طرح کے کارنامے انجام دینے کے لیے بڑی بڑی عمریں ختم ہو سکتی ہیں۔

آپ دیکھیں اور پڑھیں ائمہ اربعہ کو، امام ابو یوسف کو، امام محمد کو، امام زفرؒ کو، ابن جریر طبری کو، علامہ نووی کو، ابن حجر عسقلانی کو، علامہ عینی کو، ابن تیمیہ کو، جلال الدین سیوطی کو، ملا علی قاری کو،، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کو، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کو، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کو، اور حضرت مولانا حضرت علی میاں ندوی رحمہم اللہ کو۔ اور موجودہ اکابرین میں استاذ محترم حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم العالیہ (شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند) کو، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی مدظلہ العالی (بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور) وغیرہم کو آپ دیکھیں کہ مختصر زندگی میں کس قدر تصنیفات ان حضرات کے قلم گوہر بار سے وجود میں آچکی ہیں اور ان حضرات کی علمی کاوشوں کا سلسلہ اب بھی اس طرح رواں دواں ہے کہ رکنے اور تھمنے کا نام لینے کو تیار نہیں۔

یہ وہ حضرات ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کی خوب قدر کی، اس قیمتی سرمایے کو خوب ناپ تول کر استعمال کیا، تو آج سالوں گزر جانے کے بعد بھی ان کا

نیک نام ہمارے درمیان زندہ وروشن ہے وہ دنیا سے چلے گئے لیکن اپنی دینی علمی خدمات کے ذریعے وہ ابھی ہمارے درمیان موجود ہیں اوران شاء اللہ تا قیامت رہیں گےاور دنیاان کےعلمی سرمایے سے مستفید ہوتی رہے گی۔

یہ وقت اور زندگی جو ہمیں ملی ہوئی ہے ہم اس کے مالک نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو خرید لیا ہے، اب ہمیں اس بات کا اختیار نہیں کہ ہم اپنی زندگی کے اوقات کو جیسے چاہیں جہاں چاہیں گزار دیں، ہم اس کے مالک نہیں، مالک کوئی اور ہے، اب ہمیں اسی کے حکم کے مطابق زندگی کے ہر لمحے کو استعمال کرنا ہوگا اور اس مالک حقیقی نے ''**سورۃالعصر**'' کے نام سے ایک مکمل سورت نازل فرما کر اور اس طرح اپنے پاک کلام میں متعدد جگہ پر رات ودن اور صبح وشام کی قسم کھا کر یہ واضح فرما دیا کہ وقت کتنی اہم اور قیمتی چیز ہے؛ کیوں کہ خدا تعالیٰ ایسی چیز کی قسم نہیں کھاتے جو غیر اہم اور معمولی ہو۔

اسی طرح حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے جوامع الکلم میں صاف طور پر واضح فرما دیا کہ زندگی کے لمحات کس قدر اہم وقیمتی ہیں؛

چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**لاتزول قدما ابن آدم حتی یسئل عن خمس عن عمرہ فیما أفناہ الحدیث**''(۱)

ترجمہ: قیامت کے دن انسان کے دونوں پیر اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتے جب تک اس سے پانچ باتوں کے متعلق سوال نہ کرلیا جائے، جن میں ایک: اس کی زندگی کے قیمتی لمحات ہیں، ان کے بارے میں سوال ہوگا کہ زندگی کے لمحات کس چیز میں صرف کیے؟

اندازہ لگایئے کہ وقت کی اہمیت اور زندگی کے اوقات کو خوب سمجھ کر استعمال کرنے کے سلسلے میں یہ حدیث شریف کتنی واضح ہے، اگر ہم نے ان لمحات کو یوں ہی ضائع کر دیا تو خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دیے بغیر ہم ہٹ نہیں سکتے اور یقینی بات ہے

(۱) رواہ الترمذي برقم :۲۴۱۶

کہ ہم اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے اور پھر ایسی صورت میں ہمارا انجام واضح ہے (اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے)؛ لہٰذا ہم پر لازم اور ضروری ہے کہ ہم اس قیمتی سرمایے کی مکمل حفاظت کریں، صحیح معنی میں اس کی قدر کریں اور اسے فضول خرچ ہونے سے بچائیں۔

آج اس سرمایے کے فضول ضائع ہونے کا سب سے بڑا محرک ''واٹس ایپ'' کا بے جا استعمال ہے، اگر محاسبہ کیا جائے تو روزانہ کے کئی گھنٹے ہمارے اس میں فضول صرف ہوتے نظر آئیں گے، جن کا ہمیں کوئی احساس نہیں اور جس کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں، ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں کہ یہ مہلک چیز کس قدر غیر محسوس طریقے سے ہماری زندگی کے ڈھانچے کو ختم کر رہی ہے، اور ہمارا یہ دشمن ہم سے کس چالاکی کے ساتھ ہمارا نہایت قیمتی سرمایہ لے رہا ہے، اور ہم خوش خوش اسے دیے چلے جارہے ہیں، خدارا! ذرا غور کیجیے کچھ دیر ٹھنڈے دماغ سے سوچیے، جائزہ لیجیے کہ کیا مذکورہ بالا باتیں صحیح وحق نہیں؟ کیا یہ دشمن ہم پر اس طرح حملہ آور نہیں ہے؟ ہماری قیمتی چیز ہم سے چھین لینے کے درپے نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً ہے تو پھر ہمیں اس دشمن سے محتاط ہونا پڑے گا، اس کے استعمال میں احتیاط برتنی ہوگی، فضول کاموں اور لغویات سے بچنا ہوگا، حدود میں رہنا ہوگا تاکہ یہ دشمن کبھی ہم پر غالب نہ آسکے۔

دوسروں کے وقت کا بھی ضیاع

ضیاعِ وقت کا یہ سلسلہ خود ''واٹس ایپ'' استعمال کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں؛ بل کہ اس کا ضرر متعدی ہے، ''واٹس ایپ'' کا بے جا استعمال دوسروں کے بھی وقت کو ضائع کرتا اور ان کی مصروفیت میں مخل ہوتا ہے، خاص طور پر جب لوگ ''واٹس ایپ'' کسی گروپ میں شامل ہو کر استعمال کرتے ہیں تو ایسی صورت میں زیادہ تر میسیج وغیرہ ایسے ہوتے ہیں جو ہر ایک کے کام کے نہیں، پھر جب پیغام آجاتا ہے تو بادل ناخواستہ کھول کر دیکھتے ہیں پھر اسے بے کار پا کر ضائع (Delete) کرتے ہیں

اور اتنی دیر میں ذہن کام کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور الجھن کا شکار ہو جاتا ہے؛ بل کہ المیہ تو یہ ہے کہ جب اس طرح کے لوگوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ غیر ضروری مسیج نہ بھیجیں، مصروفیت میں خلل ہوتا ہے تو ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں، جملے کستے ہیں، یہ ناچیز ''واٹس ایپ'' کا استعمال کسی گروپ میں شامل ہوئے بغیر کرتا ہے، بعض مرتبہ کچھ دوستوں نے از خود گروپ میں شامل کرلیا اور پھر میسیج وغیرہ کی بمباری شروع کردی، اور جب ناچیز نے ان کی بمباری سے بچنے کے لیے گروپ سے نکل کر اپنی جان بچانے کی کوشش کی تو بہت سے نوکیلے الفاظ اور طرح طرح کے طنزیے جملے وفقرے سننے پڑے۔

اسی طرح میرے ایک درسی ساتھی جو دارالعلوم میں میرے ساتھ پڑھ رہے تھے، انہوں نے بھی وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ مسیج کرنا شروع کردیا، جس سے کتابوں کے مطالعہ میں ودیگر مصروفیات میں خلل ہونا شروع ہوا، میں نے نہایت ہی ادب سے اور محبت آمیز لہجے میں ان سے گزارش کی کہ اگر کوئی ضروری بات رہے گی تو براہِ راست فون پر کرلیں گے؛ لیکن آپ ''واٹس ایپ'' پر کچھ نہ بھیجیں۔ میری اس بات میں یا درخواست میں کون سا ایسا لفظ تھا جس پر وہ ناراض ہوگئے، آج تک حیران وپریشان ہوں وہ خود ہی بے فائدہ مسیج کررہے تھے اور میری گزارش پر وہ ناراض ہوگئے فوراً انہوں نے پلٹ کر ایسا مسیج بھیجا جوان کی ناراضگی اور غصے کا غماز تھا، وہ لکھتے ہیں ''بہتر ہے آج کے بعد کچھ بھی نہیں؛ بل کہ تا موت''۔ ان باتوں کے تذکرے سے مقصود صرف یہ ہے کہ واٹس اپ کا غلط وبیجا استعمال دوسروں کے لیے بھی ضیاع وقت کا سبب بنتا ہے اور مصروفیت میں خلل ڈالتا ہے، کیا دوسرے کے قیمتی وقت کو ضائع کرنا، گناہ کا کام نہیں ہے؟ لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کرنا معصیت نہیں ہے؟ یقیناً اس سوال کا جواب یہی ہوگا کہ ''ہے''، اگر ہے تو پھر ہمیں اس سے بچنا چاہیے اور دور رہنے کی مکمل کوشش کرنی چاہیے، قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿وذروا ظاهر الإثم وباطنه﴾ [انعام:۱۲۰]، یعنی: ظاہری وباطنی ہر طرح کے گناہ چھوڑو۔

یکسوئی میں خلل

’’واٹس ایپ‘‘ کے بے جا استعمال کی ایک بڑی نحوست یہ ہے کہ ’’واٹس ایپ‘‘ انسان کی یکسوئی کو ختم کر دیتا ہے، جو لوگ یکسو ذہن کے ہیں یا ایسے کام میں لگے ہوتے ہیں جن میں یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے: درس و تدریس، تصنیف و تالیف، فقہ و فتاوی وغیرہ یا کوئی ایسا دنیوی کام جو یکسوئی چاہتا ہے، ایسے لوگ جب ’’واٹس ایپ‘‘ استعمال کرتے ہیں تو پھر یہ چند ہی ایام میں ان کی یکسوئی کو اڑا کر رکھ دیتا ہے، کتب بینی مطالعہ وغیرہ سے ہٹا کر اب آئے ہوئے مسیج کو دیکھنے اور اس کے جواب دینے میں مصروف کر دیتا ہے، نتیجتاً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ایک طرف کتاب کھلی ہوئی ہے، پنکھے کی ہوا سے اس کے ورق اڑ رہے ہیں اور آں جناب مسیج کا جواب لکھنے میں اس طرح منہمک ہیں کہ لگتا ہے کہ مطالعے سے زیادہ اہم کوئی چیز آ گئی ہے۔ آئے ہائے! ذرا غور کیجیے، کیا ہم نے مطالعے کا حق ادا کر دیا، ایسے مطالعے کے ساتھ جب ہم درس گاہ میں جائیں گے، تو امت کے یہ نونہالان جو ہمارے حوالے کیے گئے ہیں کیا ہم ان کو مطمئن کر سکیں گے؛ کیا ان کا حق ادا ہو جائے گا؟ کیا یہ طلبہ کی حق تلفی اور ان پر ظلم نہ ہوگا؟؛ بل کہ المیہ یہ ہے کہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ طلبہ سبق پڑھ رہے ہیں اور استاذ موبائل فون میں مصروف ہیں، طالب علم سبق سنا رہا ہے اور استاذ ’’واٹس ایپ‘‘ میں لگے ہوئے ہیں (اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے)، اسی طرح کبھی نماز میں، کبھی ذکر میں، کبھی دینی مجالس میں، کبھی دنیاوی کسی اہم میٹنگ وغیرہ میں اچانک یہ (واٹس ایپ) بول پڑتا ہے؛ منفی یہ ہوتا ہے کہ خود بھی آں جناب کا ہاتھ جیب میں جاتا ہے اور دوسرے تمام لوگوں کی یکسوئی بھی متاثر ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری ان باتوں کی تصدیق میرے وہ دینی بھائی ضرور کریں گے جن کو یکسوئی کی ضرورت کا ادنیٰ احساس ہوگا، میرے ایک مخلص اور مشیر نے مجھے ایک مرتبہ فون کیا، دورانِ گفتگو میں نے ان سے

ایک حساس موضوع کے متعلق (جو اس وقت حساس موضوع تھا) کچھ معلوم کیا جو اُس وقت ''واٹس ایپ'' پر گشت کر رہا تھا، انھوں نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ میں ''واٹس اپ'' استعمال نہیں کرتا کہ اس کے استعمال سے مطالعے میں جی نہیں لگتا، کتاب دیکھنے کی طرف ذہن آمادہ نہیں ہوتا، کتابوں سے دوری ہوتی ہے۔

یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ انسان جو زندگی کے لمحات کی قدر کرنے والا ہوگا اور یکسوئی پسند ہوگا اس کا جواب بالکل یہی ہوگا جو اوپر میرے ایک دوست کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ بات ہمارے دل میں بھی اتار دیں اور دینی مشاغل اور متعلقہ ذمہ داریوں میں مکمل یکسوئی اور انہماک نصیب فرمائیں۔

ہر طرح کی خبریں پھیلانے کا گناہ

جو لوگ ''واٹس ایپ'' کا استعمال گروپ کی شکل میں کرتے ہیں یا گروپ کے بغیر مگر بے جا استعمال کرتے ہیں، وہ لوگ عموماً ہر طرح کی خبروں کو بغیر کسی تحقیق پھیلانا اور عام کرنا شروع کر دیتے ہیں؛ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں دو جگہ اس سے منع فرمایا ہے اور ہر طرح کی خبروں کو بغیر تحقیق پھیلانے اور عام کرنے سے روکا ہے، نیز حضرت نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

《کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع》 (۱)

ترجمہ: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دیا کرے۔

آپ یہ دونوں آیتیں مع پس منظر ملاحظہ فرمائیں:

پہلی آیت:

﴿یٰٓأیها الذین اٰمنوا إن جاء کم فاسق بنبإٍ فتبینوا أن تصیبوا قوماً

(۱) رواہ مسلم برقم: ۷

بجهالة فتصبحوا علی فعلتم نٰدمین﴿ (الحجرات:٦)

ترجمہ:اے ایمان والو!اگر کوئی غیر معتبر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو،کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر پہنچادو،پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے!(۱)

شانِ نزول

قبیلہ بنو المصطلق کے سردار حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور زکاۃ ادا کرنے کا حکم دیا،میں نے اسلام قبول کرلیا اور زکاۃ ادا کرنے کا اقرار کرلیا اور میں نے عرض کیا کہ اپنی قوم میں جا کر ان کو بھی اسلام کی اور ادائے زکاۃ کی دعوت دوں گا؛جو لوگ میری بات مان لیں گے اور زکاۃ ادا کریں گے ان کی زکاۃ جمع کروں گا،آپ فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو اپنا کوئی قاصد بھیج دیں تا کہ زکاۃ کی جو رقم میرے پاس جمع ہو جائے،وہ میں اس کے سپرد کردوں۔حسبِ وعدہ جب حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے ایمان لانے والوں کی زکاۃ جمع کرلی اور وقتِ مقررہ پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد زکاۃ کی رقم وصول کرنے کے لیے نہیں پہنچا تو حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اندیشہ ہو؛ کیوں کہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعدے کے مطابق قاصد نہ بھیجیں،حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے اس خطرے کا تذکرہ اسلام قبول کرنے والوں کے سرداروں سے کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا،بعض روایات کے مطابق قبیلۂ بنی مصطلق کے لوگوں کو قاصد آنے کی تاریخ معلوم تھی؛اس لیے متعینہ تاریخ میں یہ لوگ قاصد کے استقبال کے لیے بستی سے باہر نکل گئے،دوسری طرف یہ ہوا کہ آں حضرت

---

(۱) ہدایت القرآن:۷/۴۹۸

صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر تاریخ پر حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیج دیا تھا، مگر حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو راستے میں خیال آیا کہ اس قبیلے سے میری پرانی دشمنی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں۔

اور ایک روایت کے مطابق کسی شریر نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ بھی دیا کہ "**إنهم يريدون قتله**" یعنی: وہ لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔(۱) جس سے ان کا خیال اور پختہ ہوگیا اور وہ ان کے پاس نہ جاکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس واپس ہوگئے اور غلط فہمی میں یہ کہہ دیا کہ ان لوگوں نے زکاۃ دینے سے انکار کردیا اور میرے قتل کا ارادہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سن کر بہت غصہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ نہیں واقعے کی تحقیق کریں، اگر واقعی ان لوگوں کی سرکشی ثابت ہو تو ان سے جہاد کریں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر کا جب ان لوگوں سے آمنا سامنا ہوا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے اس بات کی تحقیق کی تو انہوں نے وضاحت کی کہ ہمارے پاس کوئی قاصد پہلے آیا، اور ہم لوگ ان کے استقبال کے لیے بستی سے باہر جمع ہوئے تھے، نہ کہ قتل کے لیے۔ اس وضاحت کے بعد حقیقت کھلی اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا کہ یہ ایک غلط فہمی ہوئی تھی جس کی وجہ سے یہ سارا واقعہ پیش آیا، اور اس تحقیق سے ایک بڑا واقعہ جو رونما ہوسکتا تھا وہ نہ ہوسکا اور حقیقتِ حال واضح ہوگئی۔ اس پر اللہ جلّ شانہٗ نے یہ آیت نازل فرما کر ایک اصولی حکم قیامت تک رہنے والے انسانوں کو دے دیا کہ جب کوئی فاسق کوئی خبر دے تو نہیں اس خبر کی تحقیق کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔

---

(۱) تفسیر ابن جریر: ۲۸۶/۲۲

دوسری آیت:

﴿وَإِذَا جَاءَ هُمْ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (نساء:۸۳)

ترجمہ: اور جب ان کو کوئی خبر پہونچتی ہے چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کردیتے ہیں، اور اگر یہ اس (خبر) کو رسول کے پاس یا اصحابِ اختیار کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی کھوج نکالنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کرلیتے اور (مسلمانو) اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔(۱)

شانِ نزول

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں یہ خبر پھیلا دی گئی کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو طلاق دے دی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جیسے ہی علم ہو، افوراً مسجد نبوی تشریف لائے، وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کچھ صحابہ بھی بیٹھے یہی باتیں کر رہے ہیں؛ چناں چہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہرو، میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق کرلیتا ہوں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر کی صحت کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے، بات غلط ہے، میں نے طلاق پہلے دی، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بآوازِ بلند یہ اعلان کیا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو طلاق پہلے دی ہے، آپ لوگوں نے جو سنا، وہ خبر غلط ہے۔(۲)

---

(۱) آسان ترجمۂ قرآن:۱/۲۸۳

(۲) تفسیر ابن کثیر:۲/۳۶۶، ط:دار طیبہ للنشر والتوزیع، الریاض

اسی طرح بعض مرتبہ مسلمانوں کا لشکر جب کفار ومنافقین سے برسر پیکار ہوتا تو کبھی مدینے میں منافقین یہ خبر اڑا دیتے کہ مسلمان کامیاب ہو چکے ہیں، کمزور مسلمان اسے صحیح سمجھ کر خوش ہو جاتے۔ بعد میں ظاہر ہوتا کہ خبر غلط تھی، اسی طرح کبھی اس کے برعکس یہ خبر اڑا دی جاتی کہ مسلمانوں کا لشکر مغلوب ہو گیا ہے، جس سے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہو جاتی؛ بعد میں معلوم ہوتا کہ خبر بے بنیاد تھی۔ (۱)

اس موقعہ پر مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں دوٹوک لفظوں میں ہر خبر کو اس کی صحت جانچے پرکھے بغیر تسلیم کر لینے اور اس کو عام کرنے سے روکا گیا ہے اور یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جن کے اندر ان خبروں کی صحت کو پرکھنے کی صلاحیت ہے، ان کے سپرد کر دو وہ حضرات اس کے صدق وکذب کا اندازہ کر لیں گے۔

اب مذکورہ بالا دونوں آیتوں پر اس کے پس منظر کو ذہن میں رکھ کر نظر ڈالیں اور غور کریں تو واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نہ ہی خبر کی تحقیق کے بغیر خود اس کو تسلیم کرنا چاہیے اور نہ ہی اسے دوسروں تک منتقل کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ تحقیق کے بغیر مان لینے اور عمل کر لینے میں بسا اوقات بڑے بڑے فتنے برپا ہو جاتے ہیں، اسی طرح کبھی اس طرح کی بے بنیاد خبروں کو پھیلانے اور عام کر دینے اور پھر دوسروں کا اسے بغیر تحقیق صحیح سمجھ لینے سے بعض مرتبہ لوگ بڑی بے چینی اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جب کہ حقیقت اس کی کچھ پہلے ہوتی۔

غور کریں اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا ہم میں سے بہت سے لوگ ''واٹس ایپ'' کا بے جا استعمال کر کے ان دونوں آیتوں کے حکم کی خلاف ورزی پہلے کر رہے ہیں، آج دن بھر طرح طرح کی بے اصل اور بے بنیاد خبریں لوگ ایک دوسرے کو (Sent) بھیجتے رہتے ہیں اور ایک شخص بھی کسی خبر کی کوئی تحقیق پہلے

---

(۱) تفسیر الطبری: ۷/۲۵۳

کرتا، بس ’’واٹس ایپ‘‘ پر آجانا ہی گویا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے؛ بل کہ بہت سی مزاحیہ ویڈیو، لطیفے، تصویریں اور اس طرح کی بے کار فضول چیزیں بیٹھے بیٹھے بھیجتے رہتے ہیں، جیسے: کسی نادان نے یہ لطیفہ تیار کر دیا کہ ایک بھینس نے جیو سم (Jio Sim) کھالیا ہے، جس کی بنا پر وہ بے انتہا دودھ اور گوبر دے رہی ہے، ڈاکٹروں کو دکھایا گیا تو بتایا کہ مارچ ۲۰۱۷ء سے نہیں بند پہلے ہوگا۔ اور دوسرے لوگ خوب دل چسپی سے اسے ایک دوسرے کو بھیج رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں اور اپنے قیمتی اوقات کی قربانیاں اس کی اشاعت وترویج میں پیش کر رہے ہیں۔ خدارا! ذرا سوچیے ! کیا یہ ’’واٹس ایپ‘‘ کا صحیح استعمال ہے؟ کیا آج کے نازک دور میں جب کہ گھر بے دینی کا ماحول عام ہے، ہمارا یہی کام اور ذمہ داری ہے کہ ہم اس طرح کی لطیفہ بازیوں میں مصروف رہیں۔

جنید جمشید مرحوم کی تصویر

یہ واقعہ بھی پڑھتے چلیے شاید ’’واٹس ایپ‘‘ کے حوالے سے ہماری آنکھیں کھول دے اور ہم اس کے صحیح استعمال کی طرف لوٹ آئیں۔ پڑوسی ملک کی ایک مشہور شخصیت جناب جنید جمشید مرحوم (اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے) کا ایک جہاز حادثے میں انتقال ہوگیا، حادثہ اتنا خطرناک تھا کہ لاش تک پہچاننا مشکل ہو رہا تھا دو، تین دن تک جب لاش صحیح طور پر پہچانی پہلے جاسکی تو شناخت کے لیے D.N.A ٹیسٹ کا سہارا لیا گیا اور اس کے ذریعے لاش کی شناخت ہوئی، غالباً تیسرے دن؛ لیکن کیا کہیے ’’واٹس ایپ‘‘ کی ترقی کو کہ اس پر ایک نہایت صاف ستھری تصویر مرحوم کی چلادی گئی کہ یہ آپ کی شہید ہونے کے بعد کی تصویر ہے، اور لوگ خوب اسے عام کر رہے تھے۔ میرے ایک دوست نے مجھے بھی وہ تصویر دکھائی، تصویر پر نظر پڑتے ہی میرے دماغ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات فوراً ڈال دی

کہ یہ تصویر ان کی حقیقی تصویر پہلے ہے، اگر یہ تصویر ان کی ہے اور اتنی صاف ستھری ہے تو پھر وجہ کیا ہے کہ تیسرے دن میں شناخت ہوئی، وہ بھی D.N.A ٹیسٹ کے ذریعے اور پھر الحمدللہ یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ تصویر مرحوم کی پہلے تھی؛ لیکن حیرت ہے ان مسلمان بھولے بھالے بھائیوں پر جو اس خبر اور تصویر کے متعلق اتنا بھی غور پہلے کر سکے کہ جب یہ تصویر ان کی اتنی صاف ہے تو پھر وجہ کیا ہے کہ اب تک شناخت نہ ہوسکی جب یہ تصویر ''واٹس ایپ'' پر گشت کر رہی تھی اور لوگ ایک دوسرے کو پرنم آنکھوں سے دکھا رہے تھے تو اس وقت میرا ذہن بار بار عذاب قبر کے منکر ابوالحسین ابن الراوندی کی طرف جا رہا تھا، جس نے ''الباذنجان لما أکل له''(بیگن جس مقصد سے کھایا جائے گا، وہ پورا ہو جائے گا) حدیث گھڑ کر بھولے بھالے مسلمانوں میں رائج کر کے چوٹ کرنا چاہا تھا کہ مسلمانوں میں نہ عقل ہے نہ تمیز، ایک بیگن جیسی چیز کو اتنا کارآمد بنا کر پیش کیا جائے کہ وہ آب زم زم کے برابر ہو جائے؛ تو بھی یہ لوگ اس کو بے تکلف مان لیں گے؛ کیوں کہ وہ حدیث کے نام پر پیش کی گئی ہے۔ اُس وقت مسلمانوں نے اس کی گھڑی ہوئی حدیث کو مانا ہو کہ پہلے؛ لیکن آج جس طرح ہم اپنے بھولے پن سے ہر خبر کو اور ''واٹس ایپ'' پر چلنے والی ہر حدیث کو صحیح سمجھ رہے ہیں اور بے تحقیق ایک دوسرے کو بھیج رہے اور عمل کی دعوت دے رہے ہیں، اس سے تو یقیناً ہم اس معتزلی کے خیال کی تصدیق کر رہے ہیں؛ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی یہ شان بیان کی ہے کہ جب انھیں اللہ تعالی کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان آیتوں پر اندھے اور بہرے بن کر پہلے گرتے۔ (۱) (؛ بل کہ دیدہ و دانا بن کر ان میں غور کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں)۔

---

(۱) سورۃ الفرقان: ۷۳

نوٹ: ابوالحسین ابن الراوندی معتزلی ہے اور فرقۂ معتزلہ عذابِ قبر کا منکر ہے، لہٰذا جن احادیث سے عذاب قبر ثابت ہوتا ہے وہ لوگ اس کا انکار کر دیتے ہیں کہ یہ خلاف عقل ہے اور مسلمان احادیث شریفہ کی بنا پر عذاب قبر کو ثابت مانتے ہیں، اس پر اس معتزلی نے حدیث ”**الباذنجان لما أكل له**“ گھڑ کر عام بھولے بھالے مسلمانوں میں رائج کر کے یہ چوٹ کرنا چاہا تھا کہ یہ لوگ ذرا بھی عقل سے کام نہیں لیتے، بس حدیث میں جو کچھ آ گیا فوراً بے سوچے سمجھے اس کو تسلیم کر لیتے ہیں جب کہ عذاب قبر بالکل خلاف عقل ہے۔

راقم کہتا ہے کہ حیرت وافسوس ہے کہ اس معتزلی پر کہ اس کی عقل نے اسے یہ کیوں نہیں سمجھا دیا کہ عذاب قبر کے علم کا ذریعہ وحی ہے اور یہ تیسرا ذریعہ علم ہے جہاں عقل کا دائرہ کار ختم ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ عقل تو دوسرے نمبر کا ذریعہ علم ہے، اس سے تیسرے نمبر کی چیزوں کا مکمل ادراک کیسے ہو سکتا ہے؟

ایک سبق آموز واقعہ

کوئی خبر کو تحقیق کے بغیر پھیلانے سے بات کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتی ہے؟ اس کا اندازہ آپ کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے ایک واقعہ سے خوب اچھی طرح ہو جائے گا، حضرت والا دامت برکاتہم سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ ”ٹیپ ریکارڈ“ کے ذریعے قرآن پاک کی تلاوت سننے پر ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا: موجب ثواب ہے، خدا کا کلام سن رہا ہے؛ البتہ براہِ راست سننا اور پڑھنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ اب حضرت کی اس بات کو اس شخص نے کسی اور کو بتایا ہوگا، اس دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک دن حضرت والا کے پاس ایک صاحب کا خط آیا، اس میں لکھا تھا کہ یہاں ہمارے محلے میں ایک صاحب تقریر میں یہ بات کہہ رہے ہیں کہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے

یہ فرمایا ہے کہ ’’ٹیپ ریکارڈ‘‘ پر تلاوت سننا ایسا ہے جیسے ’’ٹیپ ریکارڈ‘‘ پر گانا سننا۔اب اندازہ کریں کہ بات کیا تھی اور ہوتے ہوتے کہاں پہنچ گئی کہ برملا حضرت کے حوالے سے تقریر میں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت قرآن سننا ایسا ہے جیسے ٹیپ ریکارڈ پر گانا سننا۔حضرت نے جواب میں لکھا کہ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ میں نے یہ بات کہی ہے۔(۱)

غور کیجیے کہ نوبت یہاں تک کیسے پہنچی کیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہر ایک نے دوسرے سے تحقیق کے بغیر بیان کرنا شروع کر دیا؟اس طرح ایک نہیں بل کہ ہزاروں دینی و دنیاوی امور سے متعلق باتیں اور چیزیں ’’واٹس ایپ‘‘ پر چل رہی ہیں،جس کی کوئی تحقیق نہیں،نہ ہی تحقیق کی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔

کیا ہر صحیح خبر کو عام کیا جائے گا؟

تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض کر لیں کہ ’’واٹس ایپ‘‘ پر چلنے والی خبریں صحیح ہیں یا اس کی بعض خبریں یقیناً صحیح ہوتی ہیں،تو بھی ہر خبر کو عام کرنا صحیح نہیں ہو سکتا؛اس لیے کہ بعض مرتبہ کسی خبر کے صحیح ہونے کے باوجود کسی دینی یا ملی فائدے کے پیشِ نظر اسے عام کرنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے کہ جس کی بنا پر اس کا عام کرنا اور پھیلانا درست نہیں،اور پھر ’’واٹس ایپ‘‘ گروپ کی شکل میں تعامل کرنے میں یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ ایک خبر ایک کے لیے مناسب ہے،اس کے کام کی ہے؛لیکن دوسرے کے کام کی نہیں یا اس کو سنانا مناسب نہیں اور گروپ کی شکل میں سب کو اسے بادلِ ناخواستہ ہی سننا اور پڑھنا پڑتا ہے،اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہر خبر کو اگرچہ وہ فی نفسہ صحیح ہو،عام گروپ پر وائرل (عام) نہ کی جائے؛البتہ اگر اسے عام کرنے میں عمومی فائدہ ہو اور اس میں کوئی ضرر کا پہلو نہ ہو تو تحقیق کے بعد ایسی خبر عام کرنے اور پھیلانے میں کچھ حرج نہیں۔

---

(۱) اصلاحی خطبات:۱۷/۲۷۸ ملخصا

ہرسنی سنائی بات پھیلانے والا جھوٹا ہے

اورخود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث میں ہمیں اسی بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان پہلے کرنی چاہیے ؛بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسے شخص کو جھوٹا قرار دیا جو ہر سنی سنائی بات (بلا تحقیق) بیان کرنے کا عادی ہو چناں چہ فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دیا کرے،غور کریں کہ ہم ''واٹس ایپ'' کے بے جا اور بے موقع میسیج کے ذریعے کہیں اس حدیث شریف کی وعید میں داخل تو پہلے ہو رہے ؟مذکورہ بالا حدیث شریف کی رو سے ہمارا شمار جھوٹوں کی فہرست میں تو پہلے ہو رہا ہے؟

بے احتیاطی بعض مرتبہ بہتان تک لے جاتی ہے

''واٹس ایپ'' پر کوئی خبر پھیلانے میں آج کل جو عام بے احتیاطی پائی جارہی ہے،اس کا انجام کبھی بہتان تک پہنچتا ہے ؛ چناں چہ ابھی چند ماہ قبل کی بات ہے کہ کسی شخص نے مخدوم گرامی حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم کے متعلق ایک اہم وحساس مسئلے میں یہ خبر پھیلا دی کہ اس سلسلے میں آپ کا یہ موقف ہے؟، اس کے بعد وہ خبر بلا تحقیق ''واٹس ایپ'' کے ذریعے شدہ شدہ مختلف گروپوں میں ہوکر پورے ہندوستان میں پھیل گئی ؛ جب کہ حضرت والا کی روح کو بھی اس کی خبر پہلے تھی اور نہ ہی اس وقت تک حضرت والا نے اس سلسلہ میں اپنے کسی موقف کا اظہار کیا تھا؛لیکن پھر بھی آپ کے نام سے یہ خبر خوب اڑا دی گئی، کیا اس وقت یہ حضرت والا پر بہتان پہلے تھا؟ سراسر الزام پہلے تھا؟یقیناً تھا،اوراس کا سبب یہی ''واٹس ایپ'' بنا تھا۔

خلاصہ یہ کہ ''واٹس ایپ'' گروپ کی شکل میں میسیج کرنے یا انفرادی طور پر مگر بے جا میسیج کرنے کی ایک خرابی اور نقصان یہ ہے کہ عام طور پر لوگ ہر طرح کی

بغیر تحقیق کے عام کر دیتے ہیں جواز روئے شرع منع ہے اور ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں جھوٹا ہے۔

تصویر کشی عام ہوئی

اسلامی نقطہ نظر سے بلا ضرورت تصویر لینا، اس کو باقی رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، تمام علما اور ائمہ کا اس پر اجماع و اتفاق ہے اور اس سلسلے میں متعدد صحیح اور صریح احادیث موجود ہیں، ان میں سے کچھ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تا کہ ہمارے لیے یہ بات واضح ہوجائے کہ تصویر کشی اور اس کا ابقا کس قدر اللہ رب العزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ناراضگی کا باعث ہے۔

(۱): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«"دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي البيت قرام فيه صور فتلون وجهه ثم تناول الستر فهتكه ثم قال: إن من أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يشتبهون بخلق الله.» (۱)

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جب کہ گھر میں ایک باریک پردہ تھا جس میں تصاویر تھیں، آپ کے چہرے کا رنگ (غصے کی وجہ سے) بدل گیا اور آپ نے اس پردے کو لے کر چاک کر دیا، پھر فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب والوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق میں اس کی نقل اتارتے ہیں۔

(۲): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«"سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون"» (۲)

---

(۱) رواه البخاري: رقم الحديث: ۵۶۴۴، ومسلم رقم الحديث: ۳۹۳۷

(۲) رواه البخاري برقم: ۵۴۹۴، ومسلم برقم: ۳۹۴۷

ترجمہ:میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔

(۳): حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ رضی اللہ عنہ سے (تصویر کے متعلق) ایک سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

《سمت محمدا صلى الله عليه وسلم يقول :من صور صورة في الدنيا كلف يوم القيامة أن ينفخ فيها وليس بنا فخ .》(۱)

ترجمہ :میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں کسی جاندار کی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اس کو اس میں روح ڈالنے کا مکلّف بنایا جائے گا ؛مگر وہ اس میں روح پہلے ڈال سکے گا (اور اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

(۴): حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

《لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب أو صورة.》(۲)

ترجمہ:اللہ کے فرشتے اس گھر میں داخل پہلے ہوتے جہاں کتایا تصویر ہو۔

یہ اور ان جیسی دوسری بہت سی احادیث شریفہ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ کے موقع پر **جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ**(۳) کہتے ہوئے بتوں کے مجسمے کو گرانا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تصویروں کے ختم کے لئے بھیجنا اسی طرح خود حضرت علی کا حضرت أبوالهياج رحمہ اللہ کو "**ألا أبعثک على مابعثني عليه رسول الله صلى الله عليه و سلم أن لا تدع**

(۱) رواه البخاري برقم:۵۵۰۶،ومسلم برقم:۳۹۴۶

(۲) رواه البخاري برقم:۵۴۹۳،ومسلم برقم۳۹۲۹

(۳) رواه البخاري برقم :۲۴۷۸

تمثالا إلا طمسته"(۱)

ارشاد فرما کر تصویر کے مٹانے کے لئے بھیجنا یہ سب اس بات پر واضح اور کامل دلیل ہے کہ ہے کہ تصویر بنانا، لینا اس کو باقی رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ناراضگی اور غصے کا سبب ہے، اسی لیے علما نے ہر قسم کے جاندار کی تصویر کو حرام و ناجائز قرار دیا ہے چاہے وہ تصویر مجسم ہو یا غیر مجسم جیسا کہ علامہ نووی مسلم شریف کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: فيه الأمر بتغيير صور ذوات الأرواح.(۲)

''واٹس ایپ'' کے بے جا استعمال کی و سے بہت سے لوگ ایک اور کبیرہ گناہ میں پھنس چکے ہیں اور اس حد تک کہ احساس زیاں بھی تقریباً ختم ہو چکا ہے، وہ ہے تصویر کا عام کرنا، بہ کثرت لوگ ایسا کر رہے ہیں کہ بلا و اِدھر اُدھر کی ویڈیو تیار کر کے ''واٹس ایپ'' پر ڈال دیا، اسی طرح بالکل بے باکی کے ساتھ موبائل کے ذریعے فوٹو لے رہے ہیں اور ''واٹس ایپ'' پر ایک دوسرے کو بھیج رہے ہیں؛ بل کہ بعض لوگوں کو تو اپنے آپ کو مختلف انداز میں دیکھنے کا اتنا شوق ہوتا ہے کہ دن بھر میں نہ جانے کتنی تصویریں موبائل سے لے کر ''واٹس ایپ'' پر ڈالتے رہتے ہیں، اس میں تو عام لوگ تو پورے طور پر غرق ہیں ہی؛ لیکن افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا اور لکھنا پڑ رہا ہے بعض خواص اور علما بھی اس میں ملوث ہیں اور بے تکلف اپنی، اسی طرح اپنے دوست واحباب اور بچوں کی تصویریں کھینچ کر ''واٹس ایپ'' پر ڈالتے اور ایک دوسرے کو بھیجتے رہتے ہیں بل کہ اللہ معاف کرے ''پروفائل فوٹو'' میں بھی بہت سی ایسی تصویریں دیکھنے کو ملتی ہیں جو صاف بتاتی ہے کہ یہ کسی عالم کی تصویر ہے -ماشاء اللہ- کرتا ازار ٹوپی چہرے پر ڈاڑھی اس کے باوجود بھی تصویر نکال کر

---

(۱) رواه مسلم برقم :۹۶۹ والنسائي برقم :۲۰۳۱

(۲) شرح النووى على صحيح الامام مسلم ۷/۷ ۲ المطبعة المصرية بالأزهر

"پروفائل فوٹو" میں سیٹ کیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا ان قائدین امت کو مذکورہ بالا احادیث اور جو کچھ ان میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اُن کا علم نہیں ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ "واٹس ایپ" کے استعمال میں ہم اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ ہمارے اندر سے اس بات کا احساس تک ختم ہوگیا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟ یا ہماری عملی صلاحیت حددرجہ ختم ہوتی جارہی ہے۔

حرمین شریفین بھی محفوظ نہیں

تصویر کشی اور ویڈیو سازی کا سلسلہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس منحوس عمل سے حرمین شریفین جیسی مقدس ومتبرک جگہیں بھی محفوظ نہیں رہیں، راقم کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ابھی حال ہی میں عمرے کی توفیق بخشی، اس سفر میں حرمین شریفین میں تصویر کشی اور ویڈیو سازی کی جو کثرت دیکھنے کو ملی، اس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ اب عبادت کے لیے نہیں؛ بل کہ محض سیر وتفریح کے لیے حج وعمرے پر آرہے ہیں اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی پیش گوئی: "ایک زمانہ آئے گا کہ اس امت کے اغنیاء سیر وتفریح کے لیے حج کریں گے"(۱)

حرف بہ حرف صادق آتی نظر آرہی تھی، حرمین شریفین کی کوئی ایک ایسی جگہ دیکھنے کو نہیں ملی جہاں لوگ تصویر کشی اور ویڈیو سازی کے گناہ میں ملوث نہ نظر آرہے ہوں، خاص طور پر چند واقعات جس سے دل بہت زیادہ دکھا آپ حضرات کو بتانا چاہتا ہوں ،اللہ تعالیٰ اس عمل کی قباحت ہمارے دل میں بٹھادے۔

پہلا واقعہ

ایک مرتبہ راقم کعبہ شریف کے دروازے اور ملتزم کی طرف جانے کی کوشش کررہا تھا، چوں کہ یہ دعا کی قبولیت کی جگہ ہے؛ اس لیے قدرے بھیڑ تھی، لوگ ذرا مشقت سے آگے بڑھ رہے تھے، میں نے دیکھا کہ ہم سے آگے ایک عورت بڑی مشکل سے

(۱) جمع الجوامع للسیوطی برقم: ۲۵۶۹۴

ملتزم کی طرف بڑھ رہی ہے، جب وہ ملتزم تک پہنچ گئی تو تھوڑی سی جگہ بنا کر اپنے پرس سے بڑا سا موبائل فون نکال کر ویڈیو تیار کرنا شروع کر دیا، کہاں گیا ملتزم؟ اور وہاں چمٹ کر دعا کرنا؟ مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور بالآخر میں نے ذرا سخت لہجے میں اسے متنبہ بھی کیا مگر اس پر جنون ایسا طاری تھا کہ ناصح کی نصیحت کام نہ آئی۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کو مطاف میں دیکھا کہ اس نے ایک دوسرے شخص کو موبائل فون دیا اور کہا کہ میں اس طرح ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ گویا میں دعا کر رہا ہوں اور تم میرا فوٹو نکالو؛ چناں چہ اس نے کعبہ شریف کی طرف پشت کی اور ہاتھ اٹھایا گویا کہ وہ دعا کر رہا ہے اور اس طرح اس کے دوسرے ساتھی نے اس کا فوٹو کھینچا، گویا اس نے دعا مانگنے کی شکل بنائی، غالباً یہ بتانے کے لیے کہ جان پہچان کے لوگ اسے دعا مانگتا دیکھیں۔

تیسرا واقعہ

حرم نبوی شریف میں یہ ناچیز امام الانبیا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی زیارت کے لیے ظاہری آداب کی رعایت کرتے ہوئے آہستہ آہستہ صف میں چل رہا تھا جیسے ہی روضۂ مبارک پر سلام عرض کر کے ذرا آگے بڑھا کہ دیکھا کے میرے بعد جس شخص کا نمبر تھا، اس نے روضہ مبارکہ پر پہنچ کر فوراً اپنا موبائل نکالا اور ویڈیو بنانی شروع کر دی اور نہایت بے توجہی کے ساتھ سلام عرض کیا، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جس وقت اس نے سلام عرض کیا اس وقت اس شخص کا چہرہ قبلے کی جانب تھا، جب کہ سلام عرض کرنے کے وقت پشت قبلہ کی جانب ہوتی ہے اور اس کی پوری کوشش ویڈیو بنانے میں صرف ہو رہی تھی۔

میرے بھائیو! اندازہ کیجیے ہم کہاں کھڑے تھے؟ کس ہستی کو سلام پیش کرنے گئے تھے؟ کس سے گناہوں کی بخشش کی سفارش کرانے گئے تھے؟

چوتھا واقعہ

ایک دن میں جنت البقیع میں تھا، پولیس والے کسی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کچھ پڑھنے نہیں دے رہے تھے؛ اس لیے ہلکے ہلکے قدموں سے چلتا ہوا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا موبائل فون مجھے دیتے ہوئے کہا کہ میں ایک قبر کے پاس کھڑا ہوتا ہوں، میرا فوٹو نکالیے، میں نے اسے سخت ڈانٹ پلائی کہ قبر کی زیارت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے کرنے کو فرمایا کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے اور تم یہاں فوٹو نکالنے کو کہہ رہے ہو، بالآخر وہ خاموش ہو کر چلا گیا اور یہ ناچیز کافی دیر تک اس واقعے پر افسوس کرتا رہا۔

یہ چند واقعات ہیں جس سے خاص طور پر میں پریشان ہوا، ورنہ عمومی طور پر مطاف، مقام ابراھیم، حطیم، ملتزم، باب کعبہ، صفا، مروہ، روضۂ پاک، ریاض الجنۃ، جنت البقیع، جنت المعلیٰ اور دیگر مقامات مقدسہ پر پہنچ کر لوگ بالعموم تصویر لینے اور ویڈیو بنانے میں مصروف رہتے ہیں اور کوئی انہیں یہ تک کہنے والا نہیں کہ یہاں عبادت کے لیے آئے ہیں یا پھر تصویر لینے۔ بعض لوگوں کو تو مطاف میں بیٹھے ہوئے گھنٹوں دیکھا کہ ویڈیو کالنگ میں لگے ہیں انہیں کچھ احساس ہی نہیں کہ خانۂ خدا کے سامنے ہیں یا کسی تفریح گاہ میں؟

ذرا غور کریں تو یہاں بھی وہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ تصویر لینا، بنانا، اس کا باقی رکھنا جب سخت ترین گناہ ہے؛ اس کے باوجود بھی اس میں لوگوں کا ابتلا عام ہے تو اس کی بڑی وجہ ملٹی میڈیا موبائل ہے، اسی نے لوگوں کے دلوں سے تصویر کی حرمت کی قباحت نکال دی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے عملاً تو لوگ اس کو غلط سمجھنے کو تیار ہی نہیں اگر چہ فی نفسہ ممکن ہے تصویر کشی کے عمل کو ناجائز سمجھتے ہوں اور واٹس اپ اور فیس بک نے تصویر کشی اور ویڈیو سازی اس لیے بڑھا وا دیا کہ لوگ عام طور پر فیس بک یا واٹس اپ پر ڈالنے کے لیے تصویر کشی یا ویڈیو سازی کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! خدا تعالیٰ نے تمام چیزوں کو ہمارے لیے بنایا ہے ﴿خَلَقَ لَکُمۡ مَّافِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا﴾ ہمیں ہی ان سے فائدہ اٹھانا ہے؛ لیکن اس کا خیال ضرور رکھنا ہوگا کہ ہمیں ان چیزوں سے فائدہ خدا کے قانون اور حدود کی رعایت کرتے ہوئے اٹھانا ہے، اپنی مرضی اور خود ساختہ نظریے کے مطابق نہیں۔ اللہ تعالیٰ تصویر کشی کی حرمت کی قباحت ہمارے دلوں میں بیٹھا دیں اور ہمیں اس سے باز رہنے کی توفیق بخشیں۔

باہمی ربط ضبط اور انسانیت کی کمی

''واٹس ایپ'' کی ایک حرابی یہ بھی ہے کہ اس نے پاس بیٹھے ہوئے ایک انسان کو دوسرے سے کاٹ کر رکھ دیا ہے، گھر میں ماں باپ بھائی بہن اولاد دیگر رشتے دار موجود ہوتے ہیں؛ لیکن منظر یہ ہوتا ہے کہ ماں، باپ، بیٹا بیٹی، بھائی، بہن اور گھر کے دیگر افراد سب اپنے اپنے موبائل میں مصروف ہیں، ''واٹس ایپ'' پر لگے ہوئے ہیں، ایک گھر اور ایک ہال میں موجود ہونے کے باوجود گھنٹوں گزر جاتے ہیں؛ مگر کوئی ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کو بھی تیار نہیں ہوتا۔ غور کیجیے! کیا اس سے دوریاں پیدا نہیں ہوں گی، اولاد کے اخلاق حراب نہیں ہوں گے؟ ماں باپ کی عظمت واحترام ان کے دلوں سے نہیں نکلے گی؟ کیا ان کی صحیح تربیت نہ کرنے کا ہمیں گناہ نہیں ہوگا؟

ایک سبق آموز واقعہ

ابھی اوپر کی سطروں میں آپ نے پڑھا کہ ''واٹس ایپ'' نے انسانوں کو بھی ایک دوسرے سے کاٹ دیا ہے، اس کا ایک عجیب واقعہ رفیق محترم جناب مولانا سید خالد صاحب قاسمی (شیموگہ) استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور نے سنایا، وہ یہ ہے کہ تقریباً ایک سال پہلے موصوف کے دادا کا انتقال ہوا (اللہ تعالیٰ مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائیں)، کچھ رشتے دار تعزیت کے لیے آئے، کرسیاں ڈالی گئیں، وہ ان پر بیٹھ گئے اور اپنا اپنا موبائل کھول لیے، موصوف نے سوچا کہ دادا کے انتقال پر یہ لوگ تعزیت کے لیے آئے ہیں، لہٰذا ان کے پاس جا کر بیٹھنا چاہیے، موصوف جا کر ان

کے پاس بیٹھ گئے ؛مگر وہ حضرات اپنے موبائل ہی میں لگے رہے اور ایک دوسرے سے موبائل کے ذریعے کچھ لیتے دیتے رہے اور موصوف کی طرف متوجہ بھی نہ ہوئے، بات کرنا، تسلی دینا تو در کنار؛ جب کافی دیر ہوگئی اور وہ حضرات اسی طرح مصروف رہے تو موصوف اٹھ کر گھر کے اندر چلے گئے اور وہ حضرات اور بھی کچھ دیر تک اسی طرح مصروف رہے پھر وہ حضرات بھی اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے۔کہاں کی تعزیت؟ کہاں کی تسلی؟ دیکھئے! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آئے ہی تھے تعزیت کے لیے مگر ''موبائل ''اور''واٹس ایپ'' نے انہیں کس قدر مصروف کر دیا کہ وہ ایسے موقعہ پر بھی ایک تسلی کا لفظ زبان سے نہیں نکال سکے اور جیسے آئے تھے ویسے ہی واپس ہو گئے۔

یہ ہے''واٹس ایپ'' کا اثر کہ اس کے دیوانوں پر ایسا نہ ختم ہونے والا جنون سوار ہو گیا ہے کہ وہ ہر وقت ''واٹس ایپ'' ہی کو کھول کھول کر دیکھتے رہتے ہیں یا پھر کچھ الٹی سیدھی چیزیں تیار کر کے دوسروں کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔

ایک لطیفہ

ہمارے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ بہ روز جمعرات ہفتہ واری مجلس (منعقدہ بہ مقام:مسجد بید محلّہ بیڈ واڑی ، بنگلور) میں ایک لطیفہ سنایا،ناچیز بھی حضرت والا کی مجلس میں موجود تھا۔لطیفہ یہ سنایا کہ ایک فیملی کے جھگڑے کا مقدمہ جج کے سامنے پیش ہوا، ہر فریق نے اپنا اپنا مدعی پیش کیا،جج نے مقدمے کی سماعت کی اور پھر کہا کہ آپ لوگوں کی باتیں سن کر ایسا لگ رہا ہے کہ آپ لوگوں کا کوئی بھی وقت بغیر جھگڑے کے نہیں گزرتا،کیا کوئی ایسا وقت ہے جس میں آپ لوگ جھگڑتے نہ ہوں اور وہ خوش نصیب وقت بغیر جھگڑے کے گزر جاتا ہو؟اس پر ان میں سے کسی نے جواب دیا کہ جج صاحب! جی ہاں، ایک وقت ایسا خوش نصیب ہے جس میں جھگڑا نہیں ہوتا،جج نے کہا وہ کون سا وقت ہے؟ جواب دیا گیا کہ جب ہم سب لوگ اپنے اپنے موبائل میں

مصروف رہتے ہیں۔

واٹس ایپ کی طرح انٹرنیٹ کا غلط استعمال

اب تک ایک حد تک ''واٹس ایپ'' کے منفی استعمال کی کچھ حرابیاں ہمارے سامنے آئی ؛مگر ذرا غور کریں تو ان سب اور ان کے علاوہ بے شمار برائیوں اور بے حیائیوں کا اصل منبع وسر چشمہ ''انٹرنیٹ'' کا غلط استعمال ہے؛ کیوں کہ نیٹ کے بغیر نہ واٹس اپ چل سکتا ہے اور نہ فیس بک پر جایا جاسکتا ہے اور اس میں ہر وقت انسان کے غلط راستے پر پڑ جانے کا خطرہ درپیش ہوتا ہے، یہ بات پورے یقین اور وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ''انٹرنیٹ'' کے غلط استعمال نے جس قدر معاشرے کو تباہ کیا ہے، بے حیائیوں اور منکرات کو عام کیا ہے نوجوانوں کے اخلاق کو حراب کیا ہے ،انسانوں کو برائیوں کا خوگر وگرویدہ بنایا ہے، گناہوں کا کرنا آسان بنادیا ہے،اس طرح اور اتنا فساد نئی وجود میں آنے والی چیزوں میں سے کسی اور چیز سے رونما نہیں ہوا، کسی چیز نے بھی اتنا فساد برپا نہیں کیا،اتنے اخلاق سوز واقعات کسی اور چیز کے ذریعے سننے کو نہیں ملے۔ پہلے ٹی وی گھر میں ہوتی تھی اور اب ہر انسان کے جیب میں ٹی وی نہیں بل کہ اس سے بھی کئی گنا خطرناک اور اخلاق سوز جرائم کے لیے ملٹی میڈیا موبائل اور نیٹ کا غلط استعمال ہوتا ہے ؛ اس لیے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے سے بے حیائیاں دور ہوں اور حیاو پاک دامنی اس کی جگہ لے، گناہ کے جراثیم ختم ہوجائیں اور نیکیاں وبھلائیاں اس کی جگہ پر آجائیں،اخلاقی گراوٹ ختم ہو اور لوگ عمدہ اخلاق سے مزین وآراستہ ہوجائیں، گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے اور اچھائیوں کا ماحول عام ہو تو لازماً ہمیں یہ پختہ ارادہ اور عزم مصمم کرنا ہوگا کہ اگر ہم بالکلیہ انٹرنیٹ سے دور نہیں ہوسکتے تو کم از کم اتنا تو ضرور کرنا ہوگا کہ ہم اس خطرناک چیز سے نہایت محتاط طریقے سے فائدہ اٹھائیں، بہت چوکنا رہیں،صرف دینی یا دنیاوی جائز ضرورت میں ہی اسے استعمال کریں،اس کے علاوہ بالکل اس سے دور اور کنارہ کش رہیں، ورنہ قوی

اندیشہ ہے کہ یہ ہمیں اپنے مہلک اثرات سے متأثر کردے اور ہم مذکورہ بالا خرابیوں کا شکار ہوجائیں، جیسا کہ آج کل مشاہد ہے۔اور یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ آج لوگ اس کا استعمال اچھی اور جائز چیزوں سے زیادہ بری اور غیر ضروری چیزوں میں کررہے ہیں جو ہمارے معاشرے اور اخلاق کو جلا کر راکھ کیے جارہا ہے۔

انٹرنیٹ کھینچتا ہے

انٹرنیٹ کے کچھ مضرات کا تذکرہ اوپر کی سطروں میں گزرا،ان کے علاوہ اس مہلک چیز کی ایک خرابی یہ ہے کہ جب انسان اسے کھولتا ہے تو یہ اسے اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے،ایک چیز کے بعد دوسری، اس کے بعد تیسری،اسی طرح یکے بعد دیگرے انسان نہ جانے کتنی چیزوں کو کھولتا چلا جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس مقصد کے تحت کھولا تھا وہ تو اپنی جگہ رہا اور دس طرح کی دوسری چیزوں میں پھنس گئے، پورا وقت ضائع ہوگیا اور ہاتھ کچھ نہیں آیا؛ بل کہ عام طور پر اسی طرح کے غلط استعمال سے لوگ گناہوں میں پڑ جاتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں غالب عنصر اسی کا ہوتا ہے؛ بل کہ بسا اوقات تو محسوس ہوتا ہے کہ شاید دشمنوں نے گناہوں اور بے حیائیوں کو ہی پھیلانے اور عام کرنے کے لیے ایسی چیزیں تیار کی ہیں۔

ایک واقعہ

جب ناچیز مادر علمی دار العلوم دیوبند میں دار الافتا کا طالب علم تھا، اس وقت ’’لبنان‘‘ سے محمود نامی ایک طالب علم دار العلوم دیوبند تحصیل علم کے لیے تشریف لائے ،و یہ ہوئی تھی کہ ان کے ایک استاذ جو لبنان ہی کے تھے اور دار العلوم کے فاضل تھے وہ محمود کے سامنے علمائے دیوبند کی علمی پختگی ،علوم وفنون میں مہارت، عمدہ اخلاق وکردار، اعلیٰ درجے کا تقویٰ وطہارت، بے مثال تواضع وانکساری، ضرب المثل استغنا اور ان کا طرۂ امتیاز، دین کی صحیح قولی وعملی تشریح کا بہ کثرت تذکرہ کیا کرتے تھے، استاذ سے علمائے دیوبند کے اوصاف سن کر محمود کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا اور دن بدن پروان

چڑھتا گیا اور دل کے اندر یہ شوق انگڑائیاں لینے لگا کہ میں بھی ان پاکیزہ ہستیوں سے کچھ کسبِ فیض کرلوں کہ ابھی موقع ہے، چناں چہ وہ دارالعلوم آئے اور تقریباً ایک مہینہ رہ کر اساتذۂ دارالعلوم کے اندر ان اوصاف کو تلاش کیا جو ان کے استاذ نے بتایا تھا جب وہ سارے اوصاف انہیں اساتذۂ دارالعلوم میں مل گئے اور انہیں مکمل اطمینان ہوگیا تو وہ واپس ہوگئے اور پھر باضابطہ وہ دوبارہ لبنان سے دارالعلوم کے طالب علم بن کر آئے ، رہائش کے لیے اگر چہ دارالعلوم کے مہمان خانے میں ان کا انتظام تھا؛ لیکن وہ باہر ہی ایک صاحب کے مکان میں غالباً کرائے سے رہتے تھے اور دارالعلوم آکر اپنے ذوق کے مطابق اساتذہ کرام کے اسباق میں شریک ہوتے ؛ لیکن اس دوران ان سے وہ پابندی نہیں ہوتی تھی جو ہونی چاہیے، ایک دن میں نے دوستانہ انداز میں ان سے عرض کیا کہ آپ لبنان سے آئے ہی ہیں اساتذۂ دارالعلوم سے فائدہ اٹھانے کے لیے ؛ لیکن آپ پابندی سے درس میں نہیں آتے؟ اس پر انہوں نے جو جواب دیا کہ وہی یہاں مقصود ہے، انہوں نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ کیا کروں جب کبھی صبح کے وقت انٹرنیٹ کھول کر بیٹھ جاتا ہوں تو پھر اسے کھولتا ہی چلا جاتا ہوں اور کئی کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں، کچھ پتہ نہیں چلتا جب گھڑی دیکھتا ہوں تو درس کے اوقات ختم ہو چکے ہوتے ہیں؛ اسی لیے میں پابندی سے حاضر نہیں ہو پاتا۔

یہ ہے انٹرنیٹ کا خاصہ کہ یہ اس طرح انسان کو پھنسا کر رکھ دیتا ہے کہ اس سے نکلنا مشکل اور دشوار ہو جاتا ہے۔

مال کا ضیاع

انٹرنیٹ کا ایک بڑا نقصان ضیاع مال ہے، یہ مال و دولت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمایا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جو لوگ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے ہیں وہی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کیسی نعمت ہے؛ لہٰذا اس کا صحیح استعمال کرنا اور اسے فضول بے کار چیزوں میں ضائع ہونے سے بچانا ہم پر لازم اور ضروری ہے، ورنہ کل

قیامت کے دن جب ہم سے اس مال کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ تو پھر ہم سے صحیح جواب نہیں بن سکے گا، بکثرت دیکھنے کو مل رہا ہے کہ لوگ اچھی خاصی رقم خرچ کر کے نیٹ کا کنکشن لے رہے ہیں یا ریچارج کر رہے ہیں اور پھر اسے غیر ضروری؛ بل کہ گناہ کے کاموں میں استعمال کر رہے ہیں، کیا یہ مال کی تضییع نہیں ہے؟ کل قیامت کے دن اس کو ضائع کرنے اور اس کے بدلے گناہ کا بوجھ لادنے کے متعلق سوال نہ ہوگا؟ پھر بتائیں کہ اگر ہم غیر محتاط ہو کر بغیر سوچے سمجھے اس میں اپنے مال کو ضائع کر دیتے ہیں تو کیا ہم عقل مند ہیں؟ کیا یہ سفاہت کی بات نہ ہوگی کہ رات و دن دوڑ دھوپ کر کے ہم کچھ پیسے حاصل کریں اور پھر اس گاڑھی کمائی کو ایسی بے کار چیزوں میں گناہوں کے بدلے صرف کر دیں؟ ابھی اپنے عمرے کے سفر میں مکہ مکرمہ میں ایک جگہ بڑا سا بورڈ لگا ہوا دیکھا جس میں یہ لکھا تھا حج وعمرہ پیکیج دس GB ۹۰ دن کے لیے ۱۳۰/ ریال میں، ذرا حساب لگایئے کہ ایک سو تیس ریال کی رقم ڈھائی ہزار روپے کے قریب ہوئی، کیا حاجی یا معتمر وہاں اس لیے گیا ہے کہ اتنی بڑی رقم بے ضرورت کاموں میں صرف کرے، لیکن یہ بات سچ ہے کہ بہت سے حجاج اور معتمرین وہاں جا کر نیٹ پیک خریدتے ہیں اور اسے خوب بے جا استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔

عام مسلمان بھائیوں سے گزارش

اب تک کی سطور میں راقم الحروف نے ''واٹس ایپ، انٹرنیٹ'' وغیرہ کے منفی استعمال کی مضرتیں ونقصانات کا تذکرہ کیا؛ جس سے اتنی بات تو بالکل واضح ہو چکی کہ اگر ہم نے مکمل احتیاط کے ساتھ ان کا استعمال نہیں کیا تو یقیناً یہ چیزیں ہمیں لے ڈوبیں گی اور دنیا وآخرت دونوں جگہ ہم ناکام ہو جائیں گے۔ اب میں اپنے تمام دینی بھائیوں اور بہنوں سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ ہم اپنے تخلیق کے مقصد کو پیشِ نظر رکھیں آخرت کا استحضار کریں؛ اللہ تعالیٰ کے سامنے کی پیشی کو سوچیں اور اس مستعار

زندگی کو ہم نے کیسے عمل کیا؟ اس کے اوقات ہم نے کہاں صرف کیے؟ ان سوالوں کا جواب ہمیں دینا ہوگا، اسے ذہن میں لائیں تا کہ ہم اپنی زندگی کے رخ کو صحیح راستے کی طرف رکھ سکیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ سکیں، ان کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح طور پر عمل کر سکیں اور ان کی پیدا کردہ چیزوں سے ان کی قائم کردہ حدود میں رہ کر فائدہ اٹھا سکیں اور بطور خاص اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ''واٹس اپ، انٹرنیٹ'' کا بالکل ہی بے محل اور بے موقع عمل نہ کریں، کہ یہ چیز جس طرح آخرت کو خراب کرنے والی ہیں، اسی طرح ان کا بے جا عمل مسلمانوں کو اس ملک کے اندر بہت سی پریشانیوں میں ڈال رہی ہیں جس کا تذکرہ بعض اکابر علما نے کیا ہے اور امت کے نوجوانوں سے اس سلسلے میں مکمل احتیاط کی اپیل کی ہے۔ یاد رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ادنیٰ لاپرواہی کی وجہ سے امت بڑی مصیبت اور فتنے میں پڑ جائے۔ (اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین)

حضرات علمائے کرام سے گزارش

یقیناً علمائے کرام سے کچھ گزارش کرتے ہوئے ''چھوٹا منھ بڑی بات'' کی کہاوت بار بار ذہن میں آ رہی ہے؛ لیکن اپنی اس برادری کے لوگوں میں بھی جس قدر ان چیزوں کے عمل میں بے احتیاطی دیکھنے اور سننے کو ملی ہے، اس کی وجہ سے بار بار دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ معذرت کے ساتھ ان رہنمایان امت سے بھی کچھ گزارش کرلوں۔ امید کرتا ہوں کہ یہ علمائے کرام ناچیز کی کوتاہیوں اور بے ادبیوں کو معاف فرمائیں گے!

حضرات علمائے کرام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں اور یہ بات بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی میراث دینار ودرہم نہیں؛ بل کہ علم دین ہے، جسے علمائے کرام نے حاصل کیا ہے، اب علمائے کرام حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے صحیح وارث اسی وقت کہلائے جانے کے مستحق

ہوسکتے ہیں جب حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے مشن کو لے کرآگے بڑھیں اوروہ نہایت عظیم الشان مشن ہے، جسے خدائے تعالیٰ کے تشریعی نظام سے جانا جاتا ہے،سارے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کا واحد مقصد اسی تشریعی نظام کی امت کے اندرافہام وتفہیم تھا کہ انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام چیزوں سے منتفع ہوتے ہوئے خدائے تعالیٰ نے جوحدود وقیود متعین فرمائی ہیں، ان کا مکمل لحاظ کرنا ہے،ان سے تجاوز اورانحراف کی کوئی گنجائش نہیں،خواہشات پامال ہوجائیں،نفس ٹوٹ کر رہ جائے ،اپنے غیر ہوجائیں، طعنے اور فقرے کسے جائیں،لعنت وملامت کا غیر متناہی سلسلہ شروع ہوجائے، بہ ظاہر نقصان وخسارہ نظر آئے، سب کچھ ہوجائے ؛مگر خدائے تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون اور متعین کردہ حدود کی کسی بھی صورت میں خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے ؛بل کہ اس کے خلاف سوچنا بھی نہیں چاہیے، یہی وہ تشریعی نظام کے افہام وتفہیم کی ذمے داری تھی جسے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام انجام دے کر دنیا سے تشریف لے گئے، اب یہ عظیم الشان ذمے داری اس مبارک جماعت کے ہر ہر فرد کے ذمے عائد ہے کہ وہ اسے لے کرآگے بڑھے اورامت کو بتائے کہ ہمیں اس کائنات میں رہنا ہے،اس کی اشیا سے فائدہ اٹھانا ہے؛مگر اس کا طریقہ وہ ہوگا جوخدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے،اسی کے مطابق ہمیں زندگی گزارنی ہے۔

اب ذراغور کریں کہ حضرات علما نے اس تشریعی نظام کو مدارس میں سیکھا،انبیا کی وراثت حاصل کی ،اب اگر وہ اسے لے کر بیٹھ جائیں اور فضول وبے کار چیزوں میں اپنے قیمتی وقت کو صرف کرنے لگیں،اس اہم ذمے داری سے غفلت برتنے لگیں،اس کا احساس اپنے اندر سے ختم کرلیں کہ ہمیں نبیوں والے مشن کو لے کرآگے بڑھنا ہے تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہے!

بس حضرات علما سے نہایت ادب واحترام کے ساتھ یہی گزارش ہے کہ ہم اپنے

مقصد اور مشن کا ذرا الکلیہ رکرلیں اور اپنی ذمے داری کے متعلق ذرا سوچیں، ان شاء اللہ ہم بہت آسانی سے ''واٹس ایپ ،فیس بک اور انٹرنیٹ'' کی فضولیات سے بچ جائیں گے، ہمارا بہت سارا وقت محفوظ ہوکر دینی کام میں لگ جائے گا، اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو ہمارے ذریعے سے فائدہ پہونچا دے گا، ہمیں روشن چراغ بنادے گا، جس سے امت منتفع ہوتی رہے گی۔

بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہمارے اس مبارک طبقے میں بھی بہت سے حضرات بری طرح انٹرنیٹ اور واٹس ایپ وغیرہ کے بے جا اور بے محل استعمال کے دل دل میں پھنسے ہوئے ہیں، جو انہیں اس عظیم الشان ذمے داری سے غافل بنائے ہوئے ہے جس کا تذکرہ ابھی ہوا؛ بل کہ ہمیں کرنا یہ ہے کہ ہم خود بھی ان چیزوں سے صرف ضرورت کی حد تک فائدہ اٹھائیں اور امت کے افراد کو بھی اسی بات کی تعلیم دیں کہ وہ حضرات بھی اسے صرف دینی یا دنیاوی جائز چیزوں کے لیے استعمال کریں؛ کیوں کہ علما تو امت کے لیے نمونہ ہیں؛ لہٰذا انہیں ہر لحاظ سے بہت ہی اعلیٰ وارفع بننا ہوگا تا کہ وہ امت کی صحیح قیادت وسیادت کر سکیں۔

طلبہ کرام سے گزارش

میرے عزیز طلبہ کرام! آپ مختلف خطے اور علاقوں سے مدارس اسلامیہ ومراکز اسلامیہ میں خدا تعالیٰ کا دین سیکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں؛ بل کہ جمع کیے گئے ہیں، آپ حضرات جن علاقوں ،شہروں اور گاؤوں سے آئے ہیں اگر آپ ان کا جائزہ لیں تو بڑی تعداد امت کے نونہالوں کی ایسی ملے گی جو اسکولوں اور کالجوں کا رخ کر چکی ہے (اللہ تعالیٰ ہی ان کے دین وایمان کی حفاظت فرمائیں)، آٹے میں نمک کی طرح بہت مختصر تعداد ہے جو اللہ تعالیٰ کا دین سیکھنے کے لیے مدارس میں داخلہ لیتی ہے، یا یہ کہہ لیجیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ان کا انتخاب فرمایا ہے، آپ کے اوپر بہت بڑی ذمے داری عائد ہونے والی ہے، آپ میں سے ہر ایک کو نہ جانے کتنے

گاؤں اور علاقے کا خیال رکھنا ہے، ان کی دینی وملی فکر کرنی ہے، انہیں بددینی کے دل دل سے نکال کر حق کی شاہ راہ پر لا کر کھڑا کرنا ہے، آج امت سسک رہی ہے، اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں، امت پیاسی آپ کے انتظار میں ہے، آپ ہی وہ ہیں جو ان کی پیاس بجھائیں گے، آج امت طرح طرح کے فتنوں اور مصائب وآلام سے دوچار ہے، ہر آن فتنے ہی فتنے ہیں، اور ہر آنے والا فتنہ پہلے فتنے سے بڑا ہے، ایسے وقت میں امت کو سہارا دینے والے آپ ہی ہیں، آپ مستقبل میں امت کے سب سے قیمتی سرمایے ہیں، بڑی محنت اور خون پسینے کی کمائی امت آپ کے لیے صرف کررہی ہے، آپ نہایت اونچے مقصد کو لے کر مدارسِ اسلامیہ میں آئے ہیں، اپنے ماں باپ، بھائی بہن، دوست واحباب وغیرہ سب کو چھوڑ کر محض اس لیے آئے ہیں تاکہ پہلے ہم خود انسان بن جائیں پھر اوروں کے انسان بننے کی فکر کریں۔

ذرا سوچئے کہ کیا جس کا مقصد اتنا اونچا ہوگا، جس کی ذمے داری اتنی اہم اور وسیع ہوگی، جس کے کام کا میدان اتنا طویل وعریض ہوگا، اسے اپنے مقصد اور ہدف کو پانے میں کس قدر کوشش کرنی ہوگی؟ اپنے آپ کو کس درجے میں تیار کرنا ہوگا؟ اپنے کام میں کتنے دُھن سے لگنا ہوگا؟ کیا ہم موبائل فون میں لگ کر کرکٹ کے کھیل کو اپنا محبوب بنا کر سیر وتفریح ہنسی مذاق کو اپنا شیوہ بنا کر اسی طرح دیگر لغویات وفضولیات میں پھنس کر ہم اتنے عظیم مقصد کو پاسکتے ہیں؟ کیا ہم امت کی راہ نمائی کرسکتے ہیں؟ کیا ان کے زخم پر مرہم رکھ سکتے ہیں؟ کیا ان کی کسی بھی طرح کی خدمت کے لیے ہم اپنے آپ کو تیار کرسکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، اگر ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ہے، زندگی کے ہدف کو پانا ہے تو سب سے پہلے تعلیمی زندگی میں ہمیں اپنے جیب میں موجود دشمن کو نکال کر باہر پھینکنا ہوگا، اس سے دشمنی کرنی ہوگی، اسے اپنا دشمن سمجھنا اور باور کرنا ہوگا۔ آج طلبہ کے لیے ملٹی میڈیا موبائل سے زیادہ مضر کوئی چیز نہیں، اس نے طلبہ کی نیک نامی ختم کردی ہے، ان کے اخلاق وکردار کو جلا کر راکھ کردیے ہیں، طلبہ کو ان کے بلند وبالا

مقاصد سے کوسوں دور کر دیا ہے، اب عام طلبہ کے ذہنوں میں کوئی مقصد نہیں رہا، کوئی ہدف نہیں رہا، بس وہ یوں ہی سبق میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور محض رسمی طور پر حاضری دیتے ہیں۔

میرے عزیز بھائیو! حضرت نانوتویؒ بھی کسی زمانے میں ہم اور آپ کی طرح طالب علم تھے، اس کے بعد ہی وہ حجۃ الاسلام بنے، شیخ الہند بھی طالب علمی کے مراحل سے گزر کر ہی شیخ الہند بنے، حضرت مدنی کے اوپر بھی طالب علمی کا دور گزرا تھا، اس کے بعد ہی وہ شیخ الاسلام بنے، علامہ انور شاہ کشمیریؒ بھی کبھی ہم اور آپ کی طرح کبھی درسگاہ میں اساتذہ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیے نظر آتے تھے، اس کے بعد ہی آپ رئیس المحد ثین بنے، حضرت تھانویؒ کا نام بھی کبھی طالب علموں کے رجسٹر میں لکھا ہوتا تھا، اس کے بعد ہی آپ حکیم الامت بنے -رحمہم اللہ- لہٰذا اگر ہم اپنے اسلاف واکابر کی طرح چمکنا چاہتے ہیں، انہیں کی طرح سسکتی ہوئی امت کی مسیحائی کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں سب سے پہلے تعلیم کے لیے پورے طور پر نیک ہونا پڑے گا، اپنے اسلاف واکابر کی طرح طالب علمانہ زندگی گزارنی ہوگی، اپنے آپ کو پورے طور پر علم کے حوالے کرنا ہوگا اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر لایعنی اور فضول چیزوں سے پورے طور پر کنارہ کش ہو جائیں، اپنے آپ کو حصول علم کے لیے پورے طور پر فارغ کر لیں، آج سب سے بڑی وہ چیز جو ہماری نیک ئی پر حملہ آور ہے، وہ ہے ہماری جیب کا ملٹی میڈیا موبائل۔ سبق ہو کہ مذاکرہ، نماز ہو کہ کوئی اور عبادت، ہر وقت یہ الجھنیں پیدا کرتا رہتا ہے اور پھر بھی ہم اسے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ خدارا! اسے اپنے سے مکمل علاحدہ کر دیجیے کہ آپ کے سکون کو غارت کر دے گا، اخلاق کو فاسد اور خراب کر دے گا، مقصد سے ہٹا دے گا اور قیمتی وقت کو ضائع کر دے گا، ممکن ہے کہ ملٹی میڈیا موبائل چھوڑ دینے کا میرا یہ مشورہ آپ لوگوں کو آج کے ماحول میں کچھ ستعجب سا معلوم ہو، آپ لوگ مجھے قدامت پسند سمجھیں یا دنیا کی ترقی سے ناواقف سمجھیں؛ بل کہ اس

سے آگے بڑھ کر یہ بھی ممکن ہے کہ آپ مجھے پاگل و دیوانہ سمجھیں؛ لیکن مجھے چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ آپ اپنے مقصد کے حصول میں سو فیصد نیک ہو کر اس وقت تک نہیں لگ سکتے جب تک اسے اپنے جیب سے نہ نکال دیں۔

جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور میں تو الحمد للہ طلبہ کے لیے ہر طرح کے موبائل فون کا استعمال بالکل ممنوع ہے، جس سے الحمد للہ اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اہل خانہ سے رابطہ کی ضرورت ہفتہ یا مہینہ میں کسی نہ کسی طرح پوری ہو جاتی ہے۔

اور اگر بڑے مدارس میں یہ قانون سخت و دشوار معلوم ہو تو کم از کم ملٹی میڈیا موبائل کے استعمال پر تو پابندی ہونی ہی چاہیے؛ کیوں کہ اصل فساد و بگاڑ اور برائیوں کی جڑ ملٹی میڈیا موبائل ہی ہے۔ اللہ تعالی توفیق عطا فرمائیں اور تمام طلبہ کرام کو نیک نیتی کے ساتھ علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

واٹس ایپ اور انٹرنیٹ کا مثبت استعمال

راقم نے ''واٹس ایپ اور انٹرنیٹ'' کے تعلق سے جو باتیں ماقبل کی سطروں میں عرض کی ہیں، ان میں تقریباً ہر جگہ اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ ان چیزوں کے منفی استعمال کی مذمت اور اس کے غلط استعمال سے اپنے بھائیوں کو روکنا اور دور رکھنا مقصود ہے، مطلقاً اس کو چھوڑ دینا اور اس کو غلط قرار دینا مقصود و مطلوب نہیں؛ لیکن اس اندیشے سے کہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ یہ سمجھ بیٹھیں کہ میں اس ترقی کے دور میں ''واٹس اپ، فیس بک اور انٹرنیٹ'' وغیرہ سے لوگوں کو دور رہنے اور ان کو باستحضا چھوڑ دینے کا مشورہ دے رہا ہوں، جو آج کے الیکٹرانک دور میں ایک نامعقول اور سمجھ سے باہر کی بات ہے تو ایسے لوگوں کے ذہن کو صاف کرنے کی غرض سے راقم نے اس بات کو مستقل ایک عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، جس میں اسی بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم ان چیزوں سے کیسے فائدہ اٹھائیں؟ یہ بات تو بہت ہی واضح؛ بل کہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ زمین میں جو کچھ بھی ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ نے ہمارے (انسانوں) کے فائدے کے

لیے پیدافرمائی ہیں؛ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں ہمارے فائدے کے لیے پیدافرمائی ہیں تو ہمیں ان چیزوں سے فائدہ اٹھانا ہے،ان سے اپنی ضرورت پوری کرنی ہے؛ مگر ان کے استعمال اورفائدہ اٹھانے کا طریقہ کیا ہوگا؟ کیسے فائدہ اٹھایا جائے گا؟ ان چیزوں سے کیسے ضرورت پوری کی جائے گی؟ اس کا طریقہ ہم خود متعین نہیں کرسکتے؛ بل کہ ہمیں یہاں توقف کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی تمام پیدا کردہ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا واحدراستہ اورطریقہ وہی ہے جوخود خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں بتایاہے، جو اصول وضوابط ،حدودوقوانین اللہ تعالیٰ نے متعین کردیے ہیں،ان سے ہٹ کراورانہیں پس پشت ڈال کراپنی مرضی سے جس طرح چاہیں ہم فائدہ اٹھائیں، یہ کسی بھی طرح درست نہیں۔ آج ''انٹرنیٹ،واٹس ایپ'' سے ایک حد تک لوگوں کی دینی ودنیاوی ضرورتیں وابستہ ہوچکی ہیں، لوگوں کو بہت سی مرتبہ اس کی ضرورت پڑتی ہے، ہفتے اورمہینے میں پورا ہونے والا کام منٹوں میں پورا ہوجاتا ہے،مشکل سے حاصل ہونے والی چیزیں بسہولت انسان کومیسر آجاتی ہیں، کام کرنے والے لوگ ان چیزوں کی سہولیات کی بناپر سفرمیں بھی حضرہی کی طرح بہت سارا دینی ودنیاوی کام کرلیتے ہیں وغیرہ وغیرہ اوربھی اس سے فوائد متعلق ہیں،جن کی بناپر یہ ناچیز اس بات کی ہمت نہیں کرپارہاہے کہ وہ یہ مشورہ دے کہ لوگ مطلقاً ان چیزوں سے کنارہ کش ہوجائیں اوراس کے استعمال کوشجرۂ ممنوعہ سمجھیں ۔البتہ وہی پچھلی بات کا ایک بار پھر اعادہ کررہاہے کہ ان چیزوں کےاستعمال میں ذرااحتیاط سے کام لیں، دینی اموراوردنیاوی جائز کاموں میں ہی ان کا استعمال کریں، انھیں ضیاع وقت کا ذریعہ نہ بنائیں،انھیں تفریح کا سامان نہ سمجھیں، اسے بلاضرورت اور بے موقع ہر گز استعمال نہ کریں، غیر ضروری چیز کا آپس میں لین دین نہ کریں، ہرطرح کی خبروں کی اشاعت میں نہ لگ جائیں،اپنے گھر کی عورتیں خاص طور پرنوجوان بچے اوربچیوں کومکمل ان چیزوں سے

دور رکھنے کی کوشش کریں، اسی طرح چھوٹے اور معصوم بچوں کے ہاتھوں میں بھی موبائل نہ پکڑادیں؛ قوی اندیشہ ہے کہ یہ پھول کہیں کھلنے سے پہلے ہی نہ مرجھا جائیں ،خاص کر ملک کے حالات کو ضرور سامنے رکھیں؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ان چیزوں کے بے جا استعمال سے امت کسی پریشانی میں مبتلا ہو جائے۔ یقین جانئے! امت مسلمہ اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہی ہے، خدارا! اپنے اور امت کے حال پر رحم کیجیے، اپنی اور ان کی صلاح وفلاح کے متعلق فکر مند رہیے ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ﴾ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً﴾

انٹرنیٹ کا شرعی حکم

قابل احترام قارئین کرام! اوپر کی سطروں میں متعدد جگہ اس ناچیز کا مشورہ ’’واٹس ایپ‘‘ انٹرنیٹ فیس بک وغیرہ کے سلسلے میں آچکا کہ اسے صرف دینی یا دنیاوی جائز کاموں میں ہی شریعت کی حد میں رہ کر استعمال کیا جائے؛ لیکن بعض احباب ان چیزوں کے مفاسد اور مضرات سے اس قدر متأثر ہیں کہ انہوں نے اس ناچیز کو یہ مشورہ دیا کہ میں ان چیزوں کے استعمال کو مطلقاً ممنوع لکھوں؛ تاکہ لوگ باستحضا اس سے احتراز کریں اور اس کی بے حیائیوں فحاشیوں اور عریانیوں سے بچیں؛ لیکن مجموعی طور پر غور کرنے سے علی الاطلاق ان چیزوں کے استعمال سے منع کرنے پر قلبی طور پر انشراح نہیں تھا؛ اس لیے کوئی رائے قائم نہیں کر پا رہا تھا اور ایک طرح بے چینی میں مبتلا تھا کہ اچانک حق تعالیٰ شانہ نے مدد فرمائی اور فقیہ وقت عالم ربانی حضرت مہتمم صاحب (حضرت اقدس حضرت مولانا ومفتی شعیب اللہ خان صاحب) دامت برکاتہم کی کتاب ’’ٹیلی ویژن اسلامی نقطۂ نظر سے‘‘ میں ایک تفصیلی اور نہایت جامع ومحققانہ فتویٰ حضرت والا کا ’’انٹرنیٹ کا شرعی حکم‘‘ کے عنوان سے اور حضرت والا کے فتوے کے بالکل مطابق حضرت والا کی اسی کتاب میں ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علمائے ہند کے آٹھویں فقہی اجتماع (منعقدہ ۱۷/۱۸/۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷/۲۸/۲۹/

اپریل ۲۰۰۵ء بمقام مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ ہال عیدگاہ جدید ٹیانری روڈ بنگلور) میں ''ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال'' کے موضوع پر طے شدہ تجاویز میں بھی انٹرنیٹ کا شرعی حکم نظر سے گزرا، پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا اور ساری الجھنیں کافور ہوگئیں۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کا فتویٰ مکمل سوال وجواب کے ساتھ، اسی طرح ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیت علمائے ہند کی انٹرنیٹ کے سلسلے میں منظور شدہ تجویز آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے پوری امید ہے کہ یہ دونوں چیزیں اس کے استعمال اور عدم استعمال کے سلسلے میں مکمل راہ نمائی کریں گی۔

حضرت مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مدظلہ کا فتویٰ:

سوال: انٹرنیٹ کا استعمال اسلام میں جائز ہے یا اس کا کیا حکم ہے؟ ہم نے بہت سے علما کو بھی انٹرنیٹ استعمال کرتے دیکھا ہے، اسی طرح بعض مدارس میں بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر یہ جائز ہے تو اس میں اور ''ٹی وی'' میں کیا فرق ہے اور علما ''ٹی وی'' کو کیوں ناجائز کہتے ہیں؟ جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ انٹرنیٹ، ٹی وی سے کہیں زیادہ خطرناک اور نوجوانوں کو تباہی کی طرف لے جانے والا سب سے زیادہ بدترین آلہ ہے؟

الجواب: انٹرنیٹ ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے اچھا و برا دونوں قسم کا کام لیا جاسکتا ہے، اور یہ بات سب پر آشکارا ہے کہ موجودہ دور میں انٹرنیٹ کے ذریعے ہزارہا قسم کے علمی و تعلیمی اور دینی امور کی انجام دہی نہایت آسان ہوگئی ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے والے خوب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہاں اسی کے ساتھ اس سے برائی و بے حیائی کا بھی ایک بہت بڑا راستہ ہموار ہوگیا ہے اور فحش و بے حیائی کے دل دادہ اس کو ان خباثت میں بھی خوب خوب استعمال کر رہے ہیں، اور نوجوانوں کا بہت بڑا طبقہ اس کی وجہ سے ہلاکت و تباہی کا شکار ہو چکا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ انٹرنیٹ کا غلط استعمال ان کی اپنی طبعی رذالت اور خباثت کا نتیجہ ہے، ورنہ اس سے اگر چاہتے

تو فائدہ کے کاموں میں استعمال کرتے، لہٰذا ''ٹی وی'' اور ''انٹرنیٹ'' کا حکم یکساں نہیں ہے، بل کہ دونوں میں بہت فرق ہے۔

واضح فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ ''ٹی وی'' کے پردے پر پیش کی جانے والی چیزیں ہمارے اپنے اختیار میں نہیں؛ بل کہ وہ دوسرے لوگوں کے قبضہ میں ہیں؛ لہٰذا اس پر جو دکھایا جائے ، اسی کو لامحالہ دیکھنا پڑے گا، اور اس پر فی الحال جس قسم کے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں، ان میں کوئی پروگرام بھی شرعی حدودِ جواز میں نہیں آتا، کیوں کہ تمام پروگراموں میں کم از کم تصویر تو ہوتی ہے اور اس کا ناجائز ہونا واضح ہے؛ اس لیے علما اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس ''انٹرنیٹ'' ایسی چیز ہے جس کا استعمال آدمی کے اپنے اختیار میں ہے اور اس میں بھی (جیسا کہ عرض کر چکا ہوں) اگرچہ جائز وناجائز اور اچھی وبری، صحیح وغلط ہر قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، تاہم اس میں کیا شک ہے کہ اگر یکسو صالح آدمی اس کو جائز ومفید مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہے تو اس میں اس کے لیے نہایت ہی مفید وکارآمد چیزیں دستیاب ہوتی ہیں؛ اس لیے اس کا دینی وجائز مقاصد کے لیے استعمال جائز ہے، ہاں اگر کوئی اس کا استعمال غلط کاموں اور ناجائز باتوں اور فحش وبے حیائی کی چیزوں کے لیے کرے تو اس کو حرام وناجائز کہا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''انٹرنیٹ'' میں دونوں قسم کی چیزیں ہیں، اچھی بھی اور بری بھی، جائز بھی اور ناجائز بھی، اس لیے اس کو علی الاطلاق ناجائز یا جائز نہ کہا جائے گا؛ بل کہ اس کے حکم میں تفصیل کی جائے گی کہ اگر جائز کاموں اور مفید باتوں اور دینی مقاصد کے لیے اس کا استعمال ہو تو اس کو علی حسب مراتب جائز یا مستحسن قرار دیا جائے گا؛ اور اگر اس کا استعمال ناجائز اور بری باتوں اور فحش وبے حیائی کے لیے کیا جائے تو اس کو حرام وناجائز کہا جائے گا۔

مگر ''ٹی وی'' اس کے برعکس صرف ناجائز امور پر مشتمل ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس

میں کم ازکم جانداروں کی تصویریں تو ضرور ہوتی ہیں جو کہ ناجائز ہیں،اور تصاویر کے بغیر ''ٹی وی'' کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا؛اس لیے اس کے حکم میں تفصیل کی کوئی وجہ نہیں؛ بل کہ اس کو''علی الاطلاق'' حرام کہا جائے گا۔

اوراگر یہ شبہ ہو(جیسا کہ ایک عالم نے میرے سامنے پیش کیا تھا) کہ انٹرنیٹ میں بھی کسی نہ کسی قسم کی تصاویر؛بل کہ فحش قسم کی تصاویر سامنے آہی جاتی ہیں اوران سے بچنا ناممکن ہوتا ہے،تو اس کو بھی''ٹی وی'' کی طرح ناجائز ہونا چاہیے یا''ٹی وی'' کو بھی جائز ہونا چاہیے؟ تو اس کا جواب بندے کے نزدیک یہ ہے کہ انٹرنیٹ میں اگر چہ قسم قسم کی تصاویراور فحش قسم کی تصاویراز خود آجاتی ہیں؛مگر چوں کہ یہ مقصود نہیں ہیں اورانٹرنیٹ استعمال کرنے والے کی نیت پراس کا انحصار ہے۔اس لیے اس کی مثال ایسی ہے جیسے راستہ چلتے ہوئے کہیں راستے میں عورت آجائے تو یہ نہ کہا جائے گا کہ راستہ چلنا ہی حرام ہے؛بل کہ یہ کہا جائے گا کہ عورت پرنظر نہ کی جائے اوراپنی نظر کی حفاظت کرتے ہوئے راستہ طے کیا جائے۔

ہاں اگرکسی کا مقصد ہی راستہ چلنے سے یہ ہو کہ عورتوں کو دیکھا اور گھورا کروں تو پھر یہ کہا جائے گا کہ اس کا یہ چلنا ہی حرام ہے؛ کیوں اس کی نیت ہی خراب ہے،اسی طرح انٹرنیٹ استعمال کرنے والا اگراسی کی نیت سے استعمال کرے کہ اس سے فحش و بے حیائی کے کام لوں گا تو اس کے لیے انٹرنیٹ کو ناجائز کہا جائے گا۔اوراگر یہ مقصد نہیں ہے؛بل کہ مقصد نیک یا جائز ہے اور بلا قصد وارادہ کچھ تصاویراس میں آجائیں تو کہا جائے گا کہ نظر کی حفاظت کا اہتمام کرتے ہوئے اس کا استعمال کرو۔امید ہے کہ اس تقریر سے ان شاءاللہ العزیز آپ کا اشکال ختم ہو گیا ہوگا۔(۱)

ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیتِ علمائے ہند کی تجویز

انٹرنیٹ اس دور میں ایسا معلوماتی ذریعہ ہے،جس میں ہر طرح کے اچھے اور

(۱) ٹیلی ویژن اسلامی نقطہ نظر سے،ص:۱۳۶

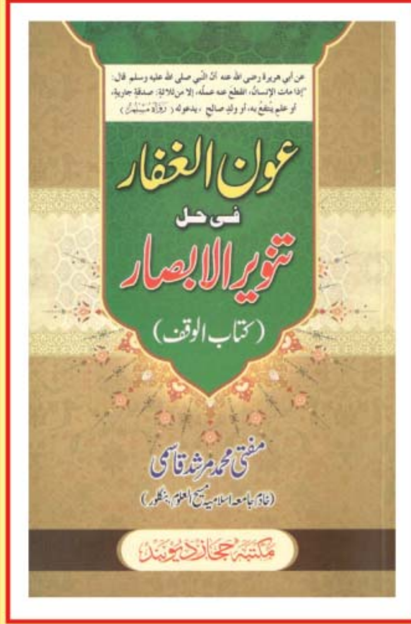
برے پروگرام پائے جاتے ہیں، گوکہ آج زیادہ تر اس ذریعے کو ناجائز اور حرام چیزوں میں استعمال کیا جارہا ہے؛ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کو اگر شرعی حدود میں رہ کر استعمال کیا جائے تو منکرات وفواحش سے بچتے ہوئے اس سے عظیم تعلیمی، تجارتی اور انتظامی وغیرہ فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں؛ اس لیے یہ فقہی اجتماع انٹرنیٹ کے جائز حدود میں استعمال کو جائز قرار دیتا ہے اور اس کے ناجائز استعمال کو ناجائز اور حرام قرار دیتا ہے۔(۲)

آخری گزارش

بات ختم کرتے ہوئے یہ ناچیز اپنے تمام دینی بھائیوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ منکرات کو روکنا ہم میں سے ہر ایک کا دینی فریضہ ہے؛ لہٰذا ہم سب اس بات کا عزم مصمم کریں کہ اولاً ہم خود اس کے مضرتوں اور نقصانات سے بچیں گے، ثانیاً اپنی وسعت وطاقت اور صلاحیت کے بقدر اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس کی بے احتیاطی کا شکار ہونے سے بچائیں گے اور پوری قوت وبلند حوصلے کے ساتھ انٹرنیٹ، واٹس ایپ اور فیس بک وغیرہ کے منفی اثرات کو واضح کر کے ان کے غلط استعمالات سے لوگوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے خواہ تحریر کے ذریعے ہو یا تقریر کے ذریعے، انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر، غرضے کہ جو بھی صحیح طریقہ ہو، اسے اپنا کرامت کو ان کے مفاسد سے بچانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا آپ کا مددگار رہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔﴿اِنْ اَرَدْتُّ اِلَّا الْاِصْلَاحَ وماتوفیقی إلا باللہ﴾

---

(۱) حوالۂ بالا، ص:۱۵۰





"عون الغفار" مؤلف کی پہلی کوشش جسے اکابرین امت نے بے حد پسند فرمایا اور مؤلف کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء